إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴ | مطابق ۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۵ھ | یوم سہ شنبہ | مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۲۷ء | نمبر ۹۰

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم ثانی میں ولادت

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے حرم ثانی بنت جناب ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کے ہاں ۱۳ مئی کو دختر نیک اختر متولد ہوئی۔ الحمدللہ۔ خداتعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس خاندان اور ساری جماعت کے لئے مبارک کرے۔

خداتعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے ماتحت ہزاروں بچے روزانہ پیدا ہوتے ہیں لیکن خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پیدا ہونیوالے بچوں کی شان بالکل علیحدہ ہے۔ کیونکہ یہ وہ مقدس خاندان ہے جس کے کثرت کیساتھ ترقی کرنے کے متعلق اس خالق و مالک کا ارشاد دنیا سن چکی ہے جس کے قبضہ میں ہر چیز کی پیدائش اور ہر خاندان کی آبادی ہے۔ بایں وجہ اس خاندان کا ہر مولود خداتعالیٰ کے اس ارشاد کی صداقت کا ثبوت ہوتا ہے۔

ہماری مخلصانہ دعا ہے کہ خداتعالیٰ کے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جس قدر وعدے ہیں وہ اپنی پوری شان کے ساتھ پورے ہوں۔ اور اس کا جلال دنیا میں قائم ہو۔ آمین ثم آمین ؛

مدینۃ المسیح

روزانہ مختلف اہم مضامین پر احباب کرام کے لیکچر ہو رہے ہیں۔ جن کے متعلق مفصل اطلاع اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔

ڈاکٹر فضل الدین صاحب کھاریاں والے نے اپنے مکان کی تعمیر کی خوشی میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بہت سے اصحاب کو دعوت دی۔ خداتعالیٰ مکان مبارک کرے۔

جمعہ کی نماز کے بعد لوکل انجمن احمدیہ کا جلسہ ہوا جس میں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب پریزیڈنٹ لوکل انجمن نے وہ رسالہ پڑھکر سنایا۔ جو حال ہی میں مجلس شاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ارشادات متعلق صیغہ بیت المال صیغہ مذکور نے شائع کیا ہے۔ بہت سے اصحاب نے ایک آنہ فی روپیہ کی بجائے دو آنے یا اس سے بھی زیادہ ماہوار چندہ دینے کا اقرار کیا ؛

ہیلتھ افیسر صاحب گورداسپور سے ۱۴ مئی کو بہت سے اصحاب نے ہیضہ کا ٹیکہ لگوایا ؛

قادیان میں تبلیغی لیکچروں کا سلسلہ

چونکہ ان دنوں آریہ سماج نے اسلام کے خلاف پوری قوت اور مستعدی سے جا[illegible] کارروائی شروع کر رکھی ہے۔ لہذا ضروری ہوا کہ احمدی احبا[illegible] کے حملوں کا جواب دینے کے لئے تیار ہو جائیں اس لئے دیانند مت کھنڈن سبھا قادیان کے زیر اہتمام چند روز سے تبلیغی لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جس کے اس وقت تک چھ لیکچر ہو چکے ہیں۔

پہلا لیکچر زیر صدارت جناب میر محمد اسحٰق صاحب جناب حافظ روشن علی صاحب نے "حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کامل انسان ہیں" پر دیا۔ جس میں دس خصوصیات بیان فرما کر نہایت ہی لطیف انداز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ثابت کی۔

دوسرا لیکچر مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی نے "حفاظت قرآن" پر دیا۔ جس میں واضح دلائل سے ثابت کیا۔ کہ دنیا میں صرف قرآن ہی وہ کتاب ہے۔ جو ہر قسم کے تغیر و تبدل سے پاک ہے۔

تیسرا لیکچر مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کا ہوا۔ جس میں آریہ سماج کے مایہ ناز مسئلہ "تناسخ" کا نہایت عمدگی سے کھنڈن کیا گیا۔

چوتھا لیکچر زیر صدارت صوفی غلام محمد صاحب مبلغ ماریشس علامہ میر محمد اسحٰق صاحب نے "حدوث روح و مادہ" پر دیا۔ لیکچر کیا تھا۔ ایک تیز تلوار تھی۔ جس نے شجر بطالت کی تمام جڑیں کاٹ کے رکھ دیں۔ یہ چار لیکچر مسجد اقصیٰ میں ہوئے۔

پانچواں لیکچر محلہ دارالرحمت میں زیر صدارت جناب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل جناب میر قاسم علی صاحب نے دیا۔ جو کہ بانی آریہ سماج کے حالات زندگی پر مشتمل تھا۔ لیکچر پوری دلچسپی اور توجہ کے ساتھ سنا گیا۔ چونکہ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ اور پوری تقریر ختم نہ ہوئی تھی۔ اس لئے

چھٹا لیکچر بھی اسی مضمون پر اسی جگہ ہوا۔ جس میں معلومات کا کافی ذخیرہ موجود تھا۔ ان لیکچروں میں احمدیہ پبلک نے (جس میں عورتیں بھی شامل ہیں) کافی حصہ لیا۔ اور اکثر اصحاب نے فاضل مقررین کی تقریروں کے نوٹ بھی لئے۔ جو کہ بعد میں انہیں بہت مدد دے سکیں گے۔ ابھی یہ سلسلہ انشاءاللہ کئی روز تک جاری رہیگا اگر بیرونجات کی احمدیہ انجمنیں بھی اپنے اپنے ہاں اس قسم کے تبلیغی درس کا انتظام کریں۔ تو اس وقت تبلیغی رنگ میں بہت مفید ہوگا۔

خاکسار فضل حسین احمدی مہاجر
منسٹری دیانند مت کھنڈن سبھا۔ قادیان دارالامان

فسادات لاہور کے مظلومین کی امداد کے متعلق

اعلان

امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہماری جماعت کے جو معزز اصحاب فسادات لاہور کے مظلومین کی امداد کے لئے لاہور مقیم ہیں۔ وہ نہایت سرگرمی سے خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی امدادی کوششوں کو زیادہ وسیع اور مفید بنانے کے لئے حسب ذیل اشتہار باشندگان لاہور کے نام شائع کیا ہے:-

مسلمانان لاہور کی بہبودی کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب بہت جلد مہیا کئے جائیں۔ تاکہ مسلمانوں کی امداد میں مناسب اور ضروری کارروائی کرنے میں سہولت ہو۔ پس ہم اپنے احمدی بھائیوں سے جو شہر کے مختلف حصوں میں رہتے ہیں۔ بالخصوص اور تمام اہل اسلام سے خواہ وہ کسی فرقہ و مذہب کے ہوں۔ عموماً یہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ مندرجہ ذیل اُمور میں سے جس امر کے متعلق معلومات رکھتے ہیں۔ ہمیں بہم پہنچائیں۔ تا اس بارہ میں مناسب کارروائی جلد ہو سکے۔

(۱) ان تمام مجروحین کے نام اور پتے درکار ہیں۔ جو ان فسادات میں زخمی ہوئے۔ اور جن کا آپ کو علم ہے۔ خواہ وہ کسی ہسپتال میں داخل ہوئے ہوں یا نہیں۔ اور خواہ داخل ہو کر علاج کرانے کے بعد وہاں سے چلے آئے ہوں۔

(۲) ان تمام مسلمانوں کے نام اور پتے جن کے متعلق آپ کو علم ہو۔ کہ وہ فسادات کے دنوں میں غائب ہو گئے ہیں۔ اور ان کا پتہ نہیں ملتا۔

(۳) ان تمام مسلمانوں کے نام اور پتے جن پر کسی ہندو یا سکھ نے ان ایام میں حملہ کیا ہو۔

(۴) ایسے لوگوں کے نام جو مسجد جوبلی کابلی مل سے نکلتے وقت موجود تھے۔ اور جنہوں نے حملہ کی ابتدا کو بچشم خود دیکھا ہو۔

(۵) ایسے گھروں کے متعلق ہم کو علم دیا جائے۔ کہ جن کے کمانے والے پچھلے فسادات میں مارے گئے یا بیکار ہو گئے۔ اور انہیں امداد کی ضرورت ہے۔ اور کہ کس قسم کی امداد کی ضرورت ہے۔ بصورت نقد یا مثلاً اس طرح کہ ان کی اولاد کو کوئی پیشہ سکھانے یا نوکری دلانے کی ضرورت ہے۔

(۶) ایسے لوگوں کے نام اور پتے جو اس وقت ماخوذ ہیں اور ان کی قانونی امداد کا کوئی انتظام نہیں۔

(۷) ایسے لوگوں کے نام اور پتے جو پچھلے فسادات کے متعلق معلومات بہم پہنچا سکیں۔ کہ مسلمان عام طور پر مظلوم تھے۔

تمام اطلاع پتہ ذیل پر پہنچائی جائے۔ جو صاحب خود نہ آ سکتے ہوں۔ وہ بذریعہ خط کے اطلاع دیں۔ ہم نے شہر والوں کی آسانی کے لئے اپنا پتہ بدل دیا ہے۔

ہم یہ معلومات حاصل کر کے مسلمانوں کی موجودہ کمیٹیوں کے مشورہ سے مقتولین کے پسماندگان اور مجروحین کی امداد و معاونت کریں گے قانونی چارہ جوئی کے واسطے وکلاء مہیا کئے جائیں گے۔ اور پسماندگان کو مناسب امداد دی جائیگی۔

اس وقت ہم تمام مسلمان بھائیوں کو یہ بھی نصیحت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جو تکلیف ان کو پہنچائی جاتی ہے۔ اس پر صبر کریں اور شہر میں امن قائم رکھنے کی ہر طرح سے سعی کرتے رہیں۔ اور کسی کو جوش انتقام کی طرف رغبت نہ دیں۔

خاکساران

ذوالفقار علی خان۔ مفتی محمد صادق۔ مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور

احمدی احباب کا جلسہ امداد مظلومین کے متعلق

بعد نماز جمعہ (۱۳ مئی) مسجد احمدیہ واقع بیرون دہلی دروازہ لاہور میں جماعت احمدیہ کا جلسہ دربارہ امداد مظلومین فسادات لاہور منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ صدر جلسہ نے امداد مظلومین کے لئے تحریک کی۔ اور شائع کردہ اشتہار کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ اور یہ بھی تحریک کی۔ کہ کام میں آسانی پیدا کرنے کے لئے ہر قسم کے معلومات جن کا ذکر اشتہار میں کیا گیا ہے۔ بہم پہنچائیں اور مسلمانوں کو اس اشتہار کے مضمون سے اطلاع دیں۔ تاکہ حاجتمند مسلمانوں کو مناسب امداد بہم پہنچائی جا سکے۔ اس کی متفقہ طور پر تائید کی گئی۔ حاضرین میں سے اکثر نے مختلف خدمات کے لئے اپنے نام بطور والنٹیئر پیش کئے۔ مسجد احمدیہ لاہور میں انفرمیشن بیورو قائم کیا گیا ہے۔ صبح ۶ بجے سے رات کے ۹ بجے تک ہمارا نمائندہ موجود رہے گا۔ اور ہر ضروری اطلاع رجسٹر کی جائیگی۔

ذوالفقار علی خان چیف سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ازلاہور

ایک مخلص احمدی خاتون کا انتقال

نہایت افسوس ہے کہ جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب لکھنوی کی اہلیہ حمیدہ خاتون صاحبہ ۱۲ مئی لمبی بیماری کے بعد رحمت منزل لکھنؤ میں فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ ۱۳ مئی ممبر پر کھڑے خطبہ جمعہ فرما رہے تھے کہ اس افسوسناک خبر کے متعلق تار ملا اسی وقت الفضل کے نام بھی تار پہنچا۔ خطبہ کو ختم کرتے ہی حضور نے مرحومہ کا جنازہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۷ مئی ۱۹۲۷ء

مسلمانوں کو ضرورتِ تنظیم

ہندوستان کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک مسلمانوں پر جو مصائب و آلام نازل ہو رہے ہیں۔ اگر وہ بھی ان کی آنکھیں کھولنے اور اپنی حالت مضبوط بنانے اور اپنی تنظیم کی طرف توجہ دلانیوالے نہ ہوں۔ تو پھر سمجھ نہیں آتا۔ ان کو زندہ رہنے اور زندہ کہلانے کا حق کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ اور وہ اس انجام سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ جو ہر پراگندہ اور منتشر قوم کا ایک منظم اور منضبط قوم کے مقابلہ میں ہوا کرتا ہے ٭

تازہ مصیبت جو مسلمانوں پر لاہور میں نازل ہوئی۔ اس نے جس جس طریق سے اپنے ہاتھ پھیلائے۔ اور مسلمانوں کو اپنا لقمہ بنایا اس کے ایک ایک واقعہ سے اگر کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ تو یہی کہ مسلمانوں کی پراگندگی اور بے انتظامی۔ ان کی بے کسی اور بے چارگی کے سر ہانے کھڑی رو رہی تھی۔ اگر ان میں کوئی انتظام ہوتا۔ کچھ باقاعدگی ہوتی تو سکھوں اور ہندوؤں کو اس بے باکی کے ساتھ بے گناہ اور بے قصور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی۔ اور اگر ان کے سر ایسے ہی پھر گئے تھے۔ کہ وہ حملہ کئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ تو پھر مقتولین کے جنازہ کے ماتمی ہجوم پر بالا خانوں سے اینٹیں پھینکنے کے لئے کوئی ہاتھ نہ بڑھ سکتا۔ لیکن اگر کچھ لوگ شرافت اور انسانیت کے جذبات سے اسقدر عاری ہو چکے تھے۔ کہ ان کے دلوں میں ماتمی جلوس پر اینٹیں پھینکے بغیر ٹھنڈک نہ پڑ سکتی تھی۔ تو بھی مسلمان تنظیم کی برکت سے فتنہ و فساد کی اس دلدل سے بچ سکتے تھے جس میں انہیں ہندو بار بار اس لئے دھکیلنے کی کوشش کر رہے تھے کہ اپنے ساتھ مسلمانوں کو بھی مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کرائیں لیکن نہایت ہی افسوس اور رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کوئی وسیع الاثر انتظام نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی اس فتح میں بہت کچھ کمی واقع ہو گئی۔ جو کیا بلحاظ قانون اور کیا بلحاظ اخلاق ان کو سکھوں اور ہندوؤں پر حاصل ہو چکی تھی۔ اگر عام مسلمانوں کو ہندوؤں کے بے حد اشتعال انگیز افعال کے باوجود ہاتھ اٹھانے سے کلیتہً باز رکھا جا سکتا۔ تو نہ صرف کئی ایک اور بے گناہ اور بے قصور جانیں ضائع ہونے سے بچ جاتیں۔ بلکہ تمام دنیا میں مسلمانوں کی شرافت اور نجابت کا سکہ بیٹھ جاتا اور دشمن سے دشمن بھی ان کی تعریف و توصیف کرنے کے لئے مجبور ہو جاتا۔ اور ہر طرف سے ہندوؤں اور سکھوں پر لعنت و ملامت کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی لیکن اب مسلمانوں کے ہاتھوں بھی بعض افسوسناک افعال سرزد ہو جانے کی وجہ سے گو وہ انتہا درجہ کا اشتعال دلائے جانے پر ہی ہوئے۔ صورت حالات مختلف ہو گئی ہے۔ اور اس بات کا قوی خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ مسلمان قومی انتظام کے فقدان کی وجہ سے عدالتی اور قانونی کارروائیوں کے ذریعہ مزید آلام و مصائب کا تختۂ مشق نہ بنائے جائیں۔

ان حالات نے مسلمانوں کی تنظیم کی ضرورت اور بھی زیادہ واضح کر دی ہے۔ اور ذمہ وار مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد مسلمانوں کو ایک سلک میں منسلک کرنے کی طرف متوجہ ہوں اور ان خطرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔ جو پراگندگی کی حالت میں پیدا ہو جانے لازمی ہیں۔ اور جو ہر اس مقام پر پیدا ہوتے۔ جہاں ہندو مسلمانوں کا تصادم ہوا ٭

ہندوؤں کے انتظام۔ ان کی ہوشیاری اور پیش بندی کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ہندو اخبارات کا اپنا بیان ہے۔ جب کشت و خون کا بازار گرم تھا۔ اور سرکردہ مسلمان پریشانی کے عالم میں مارے مارے پھر رہے تھے تو ہندو لیڈر اعلیٰ حکام کی کوٹھیوں اور ان کے بنگلوں پر جا جا کر انہیں مفید مطلب باتیں بنا رہے تھے۔ ایک طرف تو یہ کوششیں جاری تھیں اور دوسری طرف مسلمان اخبارات کی شکایات خاص انتظام کے ذریعہ اعلیٰ حکام تک پہنچائی جا رہی تھیں۔ کیا یہ نہایت ہی حیرتناک امر نہیں ہے۔ کہ مسلمانوں کے اخبارات "زمیندار"۔ "انقلاب" اور "سیاست" کے کہ یہی لاہور کے مسلمان روزانہ اُردو اخبارات تھے پرچے تو ضبط ہو گئے۔ ان کے دفاتر کی تلاشیاں لی گئیں۔ اور مسلم اوٹ لک کو تنبیہ ہو گئی۔ لیکن ایک بھی ہندو اخبار کو کسی نے پوچھا تک نہیں۔ حالانکہ انہوں نے اشتعال انگیزی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ یہ سب کچھ اس انتظام کا نتیجہ تھا جو ہندوؤں نے کر رکھا تھا۔ اور جس کا پتہ اس بیان سے لگ سکتا ہے۔ جو ہندو اخبار "ملاپ" کے ۹ مئی کے پرچہ میں ان الفاظ شائع ہوا ہے:۔

"زمیندار میں ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ سُنہری مسجد کا مؤذن گم ہو گیا ہے۔ جناب ڈپٹی کمشنر نے اسے اسی مسجد میں خود دیکھا جب ہندوؤں نے ڈپٹی کمشنر سے اس بارے میں شکایت کی تو جناب نے جواب دیا کہ مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ اخبار زمیندار نے غلط خبروں کی اشاعت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ زمیندار کا پرچہ صاحب بہادر کو دیا گیا اور ایک غلط خبر پڑھائی گئی۔ صاحب بہادر نے جواب دیا۔ کہ زمیندار کا ایک پرچہ تو ضبط کر لیا گیا تھا۔ دوسرے پرچوں کو بھی بغور پڑھا جا رہا ہے۔ اور غلط خبروں کی اشاعت پر ضروری کارروائی کی جائیگی۔ مسلم اخبارات کے بیان کے متعلق ڈپٹی کمشنر نے جواب دیا۔ کہ میں ان پر اعتبار نہیں کرتا۔ واقعات کی صداقت مجھ پر عیاں ہو گئی ہے"۔

کیا مسلمانوں نے بھی کوئی اس قسم کا انتظام کیا ہوا تھا۔ کہ ہندو اخبارات کی غلط بیانیوں اور شر انگیزیوں سے اعلیٰ حکام کو آگاہ کریں۔ اور اخبارات کے پرچے پیش کر کے ان سے پڑھائیں۔ اگر نہیں۔ تو حکام کی نسبت وہ خود اس کے بُرے نتائج کے زیادہ ذمہ دار ہیں۔

اگر لاہور کے فسادات کا مسلمان لیڈروں اور اخبارات پر کچھ اثر ہوا ہے۔ اور ان پر مسلمانوں کی پراگندگی ظاہر ہونے میں کوئی کمی نہیں رہ گئی۔ تو ان کا فرض اولین ہے کہ مسلمانوں کو منضبط اور منظم کرنے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ کریں۔ اور یہ وقت جبکہ مسلمانوں میں عزم اور جوش پایا جاتا ہے اس کام کے لئے نہایت موزوں ہے ٭

رنگیلا رسول کے مصنّف کی بریّت

رنگیلا رسول کے مصنف کا ہائی کورٹ سے صاف بری ہو جانا ایک ایسا واقعہ ہے۔ جس سے تمام مسلمانوں میں ایک تہلکہ مچ جانا چاہیئے تھا لیکن لاہور کی محشر خیز مصائب نے اخبارات اور مسلمانوں کو اس پر نوحہ خوانی کا موقعہ ہی نہ دیا۔ رنگیلا رسول وہ کتاب ہے۔ جس میں بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس قدر توہین اور تذلیل کی گئی ہے۔ کہ اس سے سات کروڑ مسلمانوں کے جگر پاش پاش ہو چکے ہیں۔ لیکن ہائی کورٹ کے جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے نزدیک اس کا مصنف قطعاً کسی جرم کا مرتکب نہیں ہوا۔ اور ماتحت عدالتوں نے بڑے غور و فکر اور مذہبی تحقیقات کے بعد جو سزا ضروری سمجھی تھی۔ وہ بالکل اُڑا دی گئی ہے۔ اس پر سوائے اس کے کہ مسلمان اپنی بے چارگی اور بے کسی پر آنسو بہائیں اور کیا کر سکتے ہیں ٭

اب رنگیلا رسول کے مصنف کو کھلی اجازت ہے۔ کہ اس کتاب کو شائع کر کے مسلمانوں کے زخمی قلوب پر جس قدر چاہے۔ نمک چھڑکے۔ خدا کرے اس سے مسلمانوں کی آنکھ کھل جائے۔ اور انہیں سمجھ آ جائے۔ کہ ان کے لئے اپنے مقدس رسول اور پیارے اسلام کی عزت محفوظ رکھنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ تبلیغ کے ذریعہ کفر اور بے دینی کو مٹانے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ تاکہ راجپال اور کالی چرنوں کو بھی اسلام کے خادم بنا سکیں۔ اور بانی اسلام کی مقدس ہستی کے خلاف بدزبانی اور بیہودہ سرائی کرنے والا کوئی ناپاک وجود باقی نہ رہے ٭

زمیندار کی طرف سے مجروحین کو دودھ اور پھل

ولایت کے اخبارات جو بڑے مالدار اور صاحب حیثیت ہوتے ہیں۔ رفاہ عام کے کاموں میں بڑی بڑی اولوالعزمیاں دکھلاتے ہیں۔ اور لاکھوں روپے ایسے کاموں کے لئے خرچ کر دیتے ہیں۔ ہندوستان کے اخبارات اور خصوصاً مسلمانوں کے اخبارات کی چونکہ اپنی مالی حالت قابل اطمینان نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کے لئے کسی کام میں مالی امداد دینا مشکل ہوتا ہے۔ تاہم خوشی کی بات ہے۔ کہ معاصر زمیندار کی طرف سے فسادات لاہور کے مجروحین کو جو میو ہسپتال میں ہیں روزانہ ایک من دودھ اور ایک خاص مقدار میں پھل تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ اور زیادہ خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ بلا تخصیص مذہب ہندو و سکھ۔ مسلمان سب مجروحین کو تقسیم کیا جا رہا ہے یہ بنی نوع انسان سے ہمدردی کی اسلامی تعلیم کا بہت اچھا ثبوت ہے ✧

لاہور کے مسلمان لیڈر

ہم لاہور کے ان مسلمان لیڈروں کی ہمت اور کوشش کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جنہوں نے فسادات کے دوران میں خوف زدہ مسلمانوں کو تسلی اور اطمینان دلانے کی کوشش کی۔ اور جگہ جگہ پھر کر امن کے قیام کی سعی کرتے رہے۔ ان میں خاص طور پر قابل ذکر سر میاں محمد شفیع۔ خان بہادر ملک محمد حسین۔ سردار حبیب اللہ میاں عبدالعزیز بیرسٹر۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال۔ خلیفہ شجاع الدین۔ ملک مبارک علی۔ مرزا یعقوب بیگ۔ شیخ محمد تقی۔ مولوی ظفر علیخاں خواجہ عبدالرحمٰن ہیں۔ ہمارے لئے یہ بات بھی باعث مسرت ہے۔ کہ جب ان ہندوؤں نے رائے بہادر سندر داس۔ لالہ بھیے شاہ اور دیوان نرنجن داس ایسے سرکردہ ہندوؤں سے کہدیا۔ کہ ہم لالہ لاجپت رائے۔ بھائی پرمانند اور مالوی جی کے بغیر کسی کا کہنا ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہاں مسلمانوں نے اپنے ہر ایک لیڈر کی بات دل کے کانوں سے سنی۔ اور جہاں تک ان سے ہو سکا عمل بھی کیا۔ اگر تمام مسلمانوں میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے۔ کہ وہ ہر موقعہ پر مخلص اور خیر خواہ اصحاب کی ہدایات کی پیروی اپنا فرض سمجھیں۔ تو انہیں وہ قوت حاصل ہو سکتی ہے۔ جس کا کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی مقابلہ نہیں کر سکتا ✧

مسلمانان لاہور کا قابل تعریف رویہ

اگرچہ ہنگامہ لاہور میں مسلمان مظلوم تھے۔ اور انہیں بے حد اشتعال بھی دلایا گیا تھا لیکن باوجود اس کے ان کے کثیر حصہ نے جس شرافت نفس اور حسن سلوک کا ثبوت دیا ہے۔ وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ مسلمان اخبارات میں تو کثرت سے ہر طبقہ اور ہر حیثیت کے ہندوؤں کی طرف سے ان مسلمانوں کے شکریہ کے اعلان شائع ہو رہے ہیں۔ جنہوں نے فتنہ و فساد کے دوران میں ان کی جان و مال کی حفاظت کی۔ اور ہر طرح انہیں عزت کے ساتھ رکھا۔ لیکن ہندو اخبارات بھی اس سے خالی نہیں ہیں۔ ان میں بھی ایسے مسلمانوں کا ذکر شکر گذاری کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ جو ہندوؤں کے لئے باعث رحمت ثابت ہوئے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے متعلق مسلمانوں کو پناہ دینے کی کوئی مثال ہماری نظر سے نہیں گذری۔ ایسی حالت میں اگر مسلمانوں کے حسن سلوک کو اسلام کی تعلیم کا نتیجہ اور ہندوؤں کی بے رحمی کو ان کی تعلیم کا ثمر قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا ✧

سر عبدالرحیم کی شاندار کامیابی

امید ہے یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ مسلمانان بنگال نے اپنی لاج رکھ لی اور سر عبدالرحیم ضمنی انتخاب میں نہایت شاندار کامیابی کے ساتھ پھر کامیاب ہو گئے ہیں۔ انہیں ۵۸۲ ووٹ ملے اور ان کے مدمقابل اصحاب میں سے ایک کو ۱۷۵ اور دوسرے کو صرف چار ووٹ حاصل ہوئے۔

جس حلقہ سے سر عبدالرحیم منتخب ہوئے ہیں۔ اس کے مسلمان ووٹروں کی فرض شناسی قابل داد ہے۔ لیکن کیا ہی اچھا ہوتا خلاف کھڑے ہونے والوں کو اس سے بھی زیادہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا۔ اور کوئی بھی ووٹ ان کے حق میں نہ ہوتا۔ تا آئندہ کیلئے کسی کو قوم کے مقابلہ کا خیال ہی نہ پیدا ہو سکتا ✧

سندھ میں ہندوؤں کی اکثریت کیلئے کوشش

مسلمان لیڈروں نے مخلوط انتخاب پر رضامندی ظاہر کرتے ہوئے ہندوؤں سے یہ گذارش کی تھی۔ کہ وہ ایک دو صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت منظور کر لیں۔ ہندوؤں سے یہ بات منظور کرنے کی امید رکھنا چاند کو حاصل کرنے سے زیادہ بے جا تھا۔ چنانچہ مہا سبھا نے صاف جواب دیدیا۔ اس سے مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اکثریت دوسروں کے آگے دست سوال دراز کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کیلئے اپنی ہمت اور کوشش سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے ✧

علاقہ سندھ میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں کی نسبت زیادہ ہے اور اسی زیادتی کی وجہ سے مسلمان لیڈروں نے یہ تجویز کی تھی۔ کہ اسے علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے۔ ہندوؤں نے نہ صرف اس سے انکار کر دیا۔ بلکہ اب وہ یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت سے بدل دیا اس طرح نہیں جس طرح مسلمان اپنی اکثریت بنوانا چاہتے تھے۔ بلکہ اپنی ہمت اور سعی سے چنانچہ ہندو ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس عال میں جو سکھر میں منعقد ہوا۔ اس کے صدر مسٹر دسوانی نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ہندو امراء زراعتی آبادیاں قائم کرنے کیلئے پشتہ سکھر پر اراضی خریدیں اور وہاں تعلیم یافتہ بیکاروں کی نو آبادیاں قائم کریں۔ اگر اس پر عمل شروع ہو گیا۔ اور ہندوؤں کی مالدار اور بلند حوصلہ قوم سے یہ کچھ بعید نہیں۔ تو کوئی تعجب نہیں کہ سندھ میں چند سالوں میں ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہو جائے۔ کیا مسلمان اس خطرہ کو محسوس کرینگے ✧

اعلیٰ حکام لاہور کی قابل تعریف سرگرمیاں

بعض سکھوں کی شرارت انگیزی اور ہندوؤں کی فتنہ خیزی نے لاہور کے امن و امان کو بالکل برباد کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا تھا۔ اور نہایت ہی خطرناک صورت پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن وہ حکام جو قیام امن کیلئے متعین کئے گئے۔ اسبات کے لئے قابل تعریف ہیں کہ نازک سے نازک موقع پر بھی انہوں نے حکمت اور تدبیر سے کام لیا۔ اور کسی ایک جگہ بھی انہوں نے اسلحہ سے کام لینا مناسب نہ سمجھا۔ انتظام اور امن قائم کرنیوالے حکام کی سب سے بڑی قابلیت کا ثبوت یہی ہوتا ہے کہ وہ کم سے کم طاقت اور قوت کے استعمال سے بڑے سے بڑے خطرہ کو دور کر سکیں۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ سوائے ایک دو متعصب افسروں کے تمام حکام کا رویہ پبلک سے ہمدردانہ اور خیر خواہانہ تھا خاص کر مسٹر سی ایم انگلوی آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی تعریف کثرت سے کی جا رہی ہے۔ جس کے وہ پوری طرح مستحق ہیں ✧

حکومت کی ایک بہت بڑی کمزوری

انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ فسادات لاہور پر تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے "ابتدائی حادثہ حکومت کی اس کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس نے ایک قوم کو تو مذہبی بناء پر ہتھیار (کرپان) رکھنے کی اجازت دے رکھی ہے اور دوسری قوم کو نہیں ہے یا تو سب کو اس امر میں پوری آزادی ہو یا کسی کے پاس ہتھیار نہ رہنے دیا جائے"۔

گورنمنٹ کی اس کمزوری کی نمائش اس وقت اور بھی زیادہ صفائی کے ساتھ ہو گئی۔ جب لاہور میں کسی کو معمولی چھڑی بھی ہاتھ میں لے کر باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی۔ اور اگر کسی کے پاس چھڑی پائی جاتی۔ تو چھین لی جاتی تھی لیکن سکھوں کو کرپان لئے پھرنے کی پوری پوری اجازت تھی۔ اور جن کو اس وجہ سے گرفتار کیا گیا۔ انہیں نہ صرف مجسٹریٹ نے فوراً رہا کر دیا۔ بلکہ یہ فیصلہ بھی دیدیا۔ کہ کسی سکھ کو کرپان کی وجہ سے گرفتار نہ کیا جائے۔ حالانکہ لاہور کے سارے فتنہ و فساد کی جڑھ یہ کرپانیں ہی ہوئیں ✧

اگر یہ گورنمنٹ کی کمزوری نہیں تو پھر بتایا جائے۔ ایک ڈنڈا زیادہ نقصان رساں ہو سکتا ہے یا تلوار؟ اور کیوں قیام امن کیلئے ڈنڈے چھیننے کے وقت کرپانیں نہ لے لی گئیں۔ گورنمنٹ کو اب اس کے متعلق فیصلہ کرنا پڑیگا۔ کہ مسلمانوں کو کب تک نہتے رہ کر اپنی جان و مال عزت و آبرو مذہب و ملت کو خطرہ میں ڈالے رکھنا چاہیئے؟

دام شدھی کے نرالے ڈورے

"شدھ ہو جاؤ اور پیند کرو" کا قصہ ناظرین الفضل کی گذشتہ اشاعت میں پڑھ چکے ہیں۔ اسی قبیل کا ایک اور واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو اس بات پر پوری پوری روشنی ڈال رہا ہے۔ کہ آریہ صاحبان شدھی کیلئے کن کن طریقوں سے کام لے رہے ہیں۔ اپنے مذہب کی خوبیوں سے لوگوں کو دام شدھی میں نہیں پھانس رہے۔ بلکہ زر۔ زن۔ زمین کے ڈورے ڈال کر سادہ لوح اور بے خبر اشخاص کے دل موہ رہے ہیں چنانچہ معاصر ہمدم لکھنؤ لکھتا ہے:۔

"فیض آباد میں آریہ سماجی عورتوں کا ایک جلوس نکلا جس میں باہر کی آریہ سماجی خواتین بھی شامل ہوئیں۔ فیض آبادی آریہ سماجیوں نے نارنجی رنگ کی ساڑیاں پہن رکھی تھیں۔ عورتیں شدھی کے نوٹو کے گیت گا رہی تھیں۔ پولیس کے علاوہ چند آریہ سماجی مرد بھی اس جلوس کے ہمراہ تھے"

اس قسم کی حرکات نہ صرف آریہ صاحبان کے لئے شرمناک ہیں۔ بلکہ اس بات کا بھی ثبوت ہیں۔ کہ وہ اپنے مذہب کو کسی حقیقی خوبی اور کشش کا حامل نہیں سمجھتے۔

نو مسلموں کی حفاظت

ہندو جہاں مسلمانوں کے غریب اور دین سے بے بہرہ طبقہ کو مختلف رنگ کے لالچ دیکر یا دباؤ ڈال کر مرتد کر رہے ہیں۔ وہاں ہندو مذہب کو ترک کرکے اسلام قبول کرنے والوں کے پیچھے بھی خاص طور پر پڑے ہوئے ہیں۔ اور اس کے لئے ناجائز سے ناجائز طریق اختیار کر رہے ہیں۔ جن لوگوں کو فساد لاڑکانہ کے اصل وجوہ کا علم ہے وہ جانتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے حوصلے اس خصوص میں کس حد تک بڑھے ہوئے ہیں۔ اب قریب قریب اسی نوعیت کا ایک واقعہ سیالکوٹ میں ہوا ہے بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک سول سرجن کی لڑکی اپنے بھائی بہن اور ماں کی رضامندی سے مانڈلے میں مسلمان ہوئی۔ جس کا اسلامی نام خاتون بی بی رکھا گیا۔ اور دیگر رشتہ داروں کی رضامندی سے ایک مسلمان کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد خاتون بی بی کا ماموں آیا۔ جا کر اس کے خاوند کی غیر حاضری میں اسے اور اس کی لڑکی کو لے آیا۔ اب چھوٹی لڑکی کا تو پتہ نہیں کہ اسے کیا کیا گیا۔ لیکن اس عورت کا خاوند جب اسے لینے آیا۔ تو اس پر اغوا کا مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ پولیس نے اسے اپنی حراست میں لے لیا۔ اب معلوم نہیں انجام کیا ہوتا ہے۔ آیا اس مسلمان کو اپنی بیوی واپس ملتی ہے یا بیوی کے ہاتھ سے جانے کے علاوہ وہ خود بھی ہندوؤں کی چالبازی کا شکار ہو جاتا ہے۔

ہندو صاحبان کی اس قسم کی کارروائیوں کے ہوتے ہوئے کیا مسلمانوں کا فرض نہیں۔ کہ اگر ان کی ایک آنکھ اس لئے بیدار رہے کہ وہ اپنے کمزور حصہ کی حفاظت کریں۔ تو دوسری آنکھ اس لئے ہوشیار رہے۔ کہ جو قبول اسلام کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوں۔ ان کی پورے طور پر حفاظت کی جائے۔

ذات پات کی قیود کے خلاف ہندو عورتیں

جالندھر میں کنیا مہا ودیالہ کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کیساتھ ذات پات توڑک منڈل کا اجلاس بھی ہوا۔ جلسہ میں اسوا طالبات کے دیگر استریاں بھی شامل تھیں۔ ایک تعلیم یافتہ ہندو عورت نے اپنی پر زور تقریر میں بیان کیا کہ:۔

"میں خود برہمن ہوں۔ لیکن میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر کہہ سکتی ہوں۔ کہ اس قسم کا تفوق بے بنیاد اور لغو ہے۔ آخر ایک لمبی بحث کے بعد قرار پایا۔ کہ ذات پات کی تمیز کا اڑا دینا اشد ضروری ہے۔ ہندو عورتوں کی نجات اسی میں مضمر ہے۔ اس لئے ناکتخدا لڑکیوں سے استدعا کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنی ذات سے باہر شادی کریں"

کیا اس سے ظاہر نہیں ہے۔ کہ ہندو ذات پات کی ہر قسم کی قیود سے خواہ وہ قیود مذہبی کی طرف سے ہوں خواہ کسی اور کی طرف سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ مسلمان جنہیں اسلام نے ذات پات کی پابندیوں سے بالکل آزاد رکھا۔ اور جس نے بڑائی کا معیار کسی ذات میں پیدا ہونا نہیں قرار دیا۔ بلکہ دین میں اعلیٰ درجہ حاصل کرنا بتایا ہے۔ وہ ذاتوں کی قیود میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے کئی قسم کے نقصان اٹھا رہے ہیں۔ کیا مسلمان اس قسم کی بیہودہ رسوم کو ترک کرنے کی طرف توجہ نہ کریں گے۔ جو انہوں نے ہندوؤں کی تقلید میں اختیار کیں۔ اور جنہیں اب خود ہندو ترک کر رہے ہیں۔ حالانکہ مذہبی لحاظ سے وہ مجبور ہیں۔ کہ ان کے پابند رہیں۔

دس سال میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ

ہمعصر مشرق گورکھپور (۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء) نے اپنے اعداد و شمار کی بنا پر ثابت کیا ہے۔ کہ ۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۱ء تک یعنی دس سال کے عرصہ میں ہندوستان میں مختلف ذاتوں کے ایک کروڑ بارہ لاکھ ہندو مسلمانوں میں داخل ہوئے۔ شاہان اسلام کے زمانہ کے کسی اتنے عرصہ میں اس قدر لوگ اسلام میں داخل نہیں ہوئے جتنے موجودہ گورنمنٹ میں دس سال کی مدت میں داخل ہوئے۔ حالانکہ پھر بھی مسلمان بادشاہوں پر جبر کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ اب ہندوستان میں نہ مسلمان برسر حکومت ہیں۔ نہ ان کے پاس مال و متاع ہے۔ نہ طاقتور ہیں۔ بلکہ ان کی کمزوری اور بے مائیگی کا تو یہ عالم ہے۔ کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں جو ہر قسم کی مدد اشدھ ہونے والوں کو دیتے ہیں۔ وہ نو مسلمین کی تعلیم و تربیت کا بھی اہتمام نہیں کر سکتے۔ پھر اب جو ہندو مسلمان ہو رہے ہیں۔ ان کے متعلق کیا کہا جائیگا۔ کیا اب بھی کسی تلوار کا خوف انہیں اسلام میں لاتا ہے۔ یا یہ اسلام کی اس ہمہ گیر صداقت کی کشش ہے۔ جس سے کیا ہندو۔ کیا عیسائی اور کیا دیگر مذاہب کے لوگ خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں۔ کاش مسلمان خدا تعالیٰ کی اس تائید اور نصرت کا شکریہ اس طرح ادا کریں۔ کہ اپنی ساری توجہ تبلیغ اسلام میں صرف کر دیں۔ تا کہ بہت جلد ظاہری طور پر بھی انہیں غلبہ حاصل ہو جائے۔

544

دولتمندی کا راز

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے محکمہ مالیات نے ۱۹۲۵ء کی آمدنیوں کا جو حساب انکم ٹیکس کی غرض سے مرتب کیا۔ اس کی رو سے ۱۹۲۵ء میں ۲۰۷ آدمی ایسے تھے۔ جن کی آمدنیاں دس لاکھ ڈالر سے لیکر پچاس لاکھ ڈالر سے زائد تک تھیں۔ ڈالر کی قیمت اڑھائی روپیہ سمجھ لی جائے تو اس فقرہ کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ ۱۹۲۵ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ۲۰۷ آدمی ایسے تھے۔ جن کی سالانہ آمدنیاں پچیس لاکھ روپیہ لیکر ایک کروڑ پچیس لاکھ روپیہ تک تھیں۔ امریکہ کی دولتمندی ضرب المثل ہے لیکن یہ دولتمندی کس طرح حاصل ہوئی۔ اس کا راز تجارت پھر زراعت پھر صنعت میں ہے۔ اس راز کو جو ملک بھی پا لیگا۔ وہی اسی طرح ترقی پر پہنچ جائیگا۔ اگر ہندوستان کے باشندے خصوصاً مسلمان اس راز کو سمجھ لیں۔ تو ان کی بہت سی مصیبتیں دور ہو سکتی ہیں۔ مسلمانوں کو زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

قومی شیرازہ کو مضبوط کرنے کی ضرورت

مسلمانان ہند کو اس وقت متحد و متفق ہو کر کام کرنے کی جس قدر ضرورت ہے۔ خوشی کی بات ہے۔ تمام سربر آوردہ اخبارات اس سے مسلمانوں کو مطلع کر رہے ہیں۔ چنانچہ معزز معاصر ہمدم (۲۸ اپریل) "فرزندان توحید کا منتشر قومی شیرازہ" کے عنوان سے ایڈیٹوریل لکھتا ہوا رقم طراز ہے:۔

"اگر ہندوستان میں فرزندان توحید کی موجودہ معاشرتی سیاسی اور تعلیمی حالت پر ایک اجمالی نظر ڈالی جائے۔ تو ہمیں دلی رنج و افسوس کیساتھ اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ مسلمانوں کا قومی شیرازہ بحیثیت مجموعی بجائے مربوط و مضبوط ہونے کے اس وقت یاس انگیز طور پر منتشر و پراگندہ نظر آتا ہے۔ ظاہر ہے اگر رہنمایان قوم نے اس پراگندگی اور انتشار کو دفع کرنے کیلئے فوری تدابیر اختیار نہ کیں۔ تو اس کا نتیجہ مسلمانوں کی قومی ہستی کے لئے لازمی اور یقینی طور پر ہلاکت ہو گا"

(۲) جب ہر طرف سے اسی قسم کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ تو پھر جو لوگ مسلمانوں کے عام اتحاد و اتفاق کیلئے کوشش نہ کریں۔ بلکہ اپنی قابل شرم حرکات سے اس میں رخنہ اندازی کریں۔ ان سے بڑھ کر اسلام کا دشمن اور کون ہو سکتا ہے۔ درد مند مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان گھر کے دشمنوں کو سمجھانے اور فتنہ انگیز حرکات سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ اور کسی رنگ میں ان کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

مسلمانانِ ہند سے امام جماعت احمدیہ کا خطاب

آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کرسکتے ہیں؟

(نمبر ۱)

اسوقت مسلمانوں کی حالت جس قدر نازک ہو رہی ہے۔ اس سے ہر اک مسلمان کہلانے والے کا دل پگھل رہا ہے۔ وہ زمانہ تو گیا ہی تھا۔ جبکہ مسلمان ہندوستان پر حاکم تھے۔ اور پشاور سے چین تک اور ہمالیہ سے راس کماری تک ان کی حکومت تھی۔ ایک باہر کی قوم کی نگرانی میں کم سے کم انہیں یہ امید ضرور تھی۔ کہ اپنے ہموطنوں کے ساتھ برابر کی عزت یا برابر کی ذلت کے ساتھ بسر کرینگے۔ لیکن یہ امید بھی پوری نہ ہوئی۔ اور ہر شعبۂ زندگی میں وہ ناکام رہے۔ ملازمتیں ان کے لئے بند ہوگئیں۔ تجارتیں ان کی تباہ ہوگئیں۔ صنعت وحرفت ان کی جاتی رہی۔ وہ بادشاہ تھے۔ رعایا بنے۔ اور رعایا بننے کے بعد رعایا کے ایک دوسرے حصہ نے جو درحقیقت ان کی اپنی برادری میں سے تھا۔ برادران یوسف کا سا سلوک ان سے کرنا شروع کیا۔ مگر مسلمان جو قریب میں ہی حکومت اپنے ہاتھ سے کھو چکے تھے انھوں نے اس تغیر کو حقیر سمجھ کر نظرانداز کر دیا۔ مگر افسوس! کہ ہندو صاحبان نے تمدنی اور سیاسی برتری اور غلبہ کو کافی نہ سمجھا۔ اور مسلمانوں کے مذہب پر دست اندازی کرنی شروع کی۔ شدھی اور سنگھٹن کا جال پھیلا کر اس بات کا اعلان کر دیا کہ ہندوستان میں ہندو ہی رہ سکتے ہیں۔ ڈاکٹر مونجے نے جو موجودہ ہندو حملہ کے لیڈر ہیں۔ صاف لفظوں میں کہدیا ہے کہ یا مسلمان ہندو ہو جائیں۔ یا ہم ان کو ہندوستان سے باہر نکال دینگے۔ ہندوستان ہندوؤں کا ہے۔ اور وہی اس میں رہ سکتے ہیں۔ اس مقصد کو جو ڈاکٹر مونجے نے پیش کیا ہے۔ عملی جامہ پہنانے کے لئے پوری جدوجہد ہندو قوم کی طرف سے شروع ہے۔ ملک کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک آگ لگ رہی ہے۔ تبلیغ جو اشاعت مذہب کا ایک مقدس فرض تھا ایک سیاسی آلہ کار بنالیا گیا ہے۔ ملک کے تمام گوشوں میں کمزوروں اور یتیموں اور غریب وبیکس لوگوں کو ورغلا کر ہندو بنایا جارہا ہے۔ مسلمان بادشاہوں کے بناوٹی مظالم سنا سنا کر نومسلم قوموں کی قومی غیرت بھڑکائی جاتی ہے۔ اور انھیں پھر ہندو بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہندوؤں کے مقروض مسلمانوں پر ساہوکاروں کا دباؤ ڈالکر انھیں اسلام سے پھیرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ چماروں اور چوہڑوں کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ اگر وہ مسلمانوں سے چھوت شروع کر دیں۔ تو ان کو ساتھ ملالیا جائے گا۔ گویا دنیا کے پردہ پر سب سے زیادہ گندی قوم مسلمان ہیں۔ غرض مختلف قسم کی تدابیر سے جن میں سے بیشتر حصہ ناجائز ہے ہندو مذہب کی اشاعت کی کوشش کی جارہی ہے۔ مسلمانوں کا کوئی حق نہیں کہ وہ ہندوؤں کی اس جائز جدوجہد کے خلاف کوشش کریں۔ جو وہ اپنے مذہب کے پھیلانے کے لئے کر رہے ہیں۔ بلکہ میرے نزدیک تو جو ناجائز کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے خلاف آواز اُٹھانے کا بھی کوئی حق نہیں۔ کیونکہ ضروری نہیں۔ کہ ہمارے نقطۂ نگاہ کو ہر ایک شخص تسلیم کرے۔ ہندو آزاد ہیں کہ جس امر کو وہ جائز سمجھتے ہیں۔ اس کے مطابق عمل کریں۔ ہم انہیں ان کے عمل کی برائی کی طرف توجہ دلا سکتے ہیں مگر ہمارا یہ حق نہیں۔ کہ ان کو مجبور کریں کہ جس طرح ہم سمجھتے ہیں۔ اسی طرح وہ عمل کریں۔ کیونکہ یہ جبر ہوگا۔ اور جبر اسلام میں جائز نہیں ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اس وقت جبکہ ایک ایک مہینے میں ہزاروں مسلمان ۔ پنجاب ۔ یو۔پی اور بنگال میں شدھ ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ موجودہ حالت کو دیکھ کر ہر ایک مسلمان سمجھ رہا ہے۔ کہ اگر جلد اس رَو کو روکا نہ گیا بلکہ اس کے مقابلہ میں ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری نہ کیا گیا تو تھوڑے ہی دنوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم ہو جائیگی اور پیارا اسلام جس نے آٹھ سو سال عزت سے اس ملک میں بسر کئے تھے۔ ایک گنہگار بے وطن کی طرح اس ملک سے نکلنے پر مجبور ہو گا لیکن ہر ایک مسلمان جبکہ اس درد کو محسوس کر رہا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا۔ کہ وہ کس طرح اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کر سکتا ہے۔

وہ اگر ایک کاروباری آدمی ہے۔ تو جب وہ ملکانے یا بنگال کی شدھی کا حال سنتا ہے۔ تو خیال کرتا ہے۔ کہ کاش! میں آزاد ہوتا۔ ملازم یا تاجر یا پیشہ ور نہ ہوتا۔ تو اس علاقہ میں جاکر اپنے بھولے بھٹکے بھائیوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتا۔ اگر وہ دینی علوم سے ناواقف ہوتا ہے۔ تو خیال کرتا ہے۔ کہ کاش! میں دین کی تعلیم سے اچھی طرح واقف ہوتا۔ تو تبلیغ میں حصہ لیتا۔ اگر وہ لیکچر دینے کا عادی نہیں۔ تو وہ خیال کرتا ہے۔ کہ اگر مجھے لیکچر دینے کی عادت ہوتی۔ تو میں ایسے دھواں دھار لیکچر دیتا۔ کہ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگا دیتا۔ اگر وہ مصنف نہیں تو حسرت کرتا ہے۔ کہ اگر میں مصنف ہوتا۔ تو دشمنان اسلام کو ایسے دندان شکن جواب دیتا۔ کہ پھر انہیں اسلام پر حملہ کرنے کی جرأت نہ رہتی۔ غرض قسم قسم کے خیالات اس کے دل میں آتے ہیں۔ اور وہ پیچ وتاب کھا کر رہ جاتا ہے۔ اس کی ساری قربانی جو وہ اسلام کے لئے کر سکتا ہے۔ اس کی ساری خدمت جو وہ ہدیہ کے طور پر اپنے رب کے حضور میں پیش کرتا یا کر سکتا ہے۔ ایک سرد آہ ہوتی ہے۔ کہ وہ بھی فرط یاس سے منہ تک آتے آتے رہ جاتی ہے۔ اسلام کا درد رکھنے والے کی وہ گھڑیاں کچھ عجیب دقت خیز گھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس کا اپنے جی ہی جی میں تڑپ تڑپ کر رہ جانا اس کا اندر ہی اندر اپنے ہی غضب میں جل بجھ کر رہ جانا خود ایک تکلیف دہ قربانی ہوتا ہے۔ مگر اس سے اسلام اور مسلمانوں کو کیا فائدہ؟

اے اسلام کا درد رکھنے والے انسانو! میں آپ لوگوں کی اس حالت کو اپنی باطنی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اور آپ کی یہ کرب کی گھڑیاں میری روحانی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اور اسی لئے میں نے اس وقت قلم اُٹھایا ہے۔ تا میں آپ لوگوں کو یہ بتادوں کہ آپ کے لئے خدمت کے بہت سے راستے کھلے ہیں۔ آپ اپنے گھر بیٹھے اور اپنے کاموں میں مشغول رہتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اور انھیں دشمنوں کے حملہ سے بچا سکتے ہیں پیشتر اس کے کہ میں یہ بتاؤں۔ کہ آپ اس وقت اسلام اور مسلمانوں کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ موجودہ فتنۂ ارتداد کی وجہ کیا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر آپ اچھی طرح نہیں سمجھ سکیں گے۔ کہ آپ اسلام کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ میں نے اس فتنۂ ارتداد کے مختلف پہلوؤں پر نظر کر کے اس حقیقت کو پالیا ہے۔ جو اس فتنہ کے نیچے مخفی ہے۔ اور وہ ہمہ گیر تنزل ہے۔ جو مسلمانوں کی عام حالت میں رونما ہو رہا ہے۔ مذہب اسلام سے نہ پہلے کوئی بیزار ہوا۔ نہ اب بیزار ہوتا ہے۔ اس فتنہ کی وجہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے لئے آج ترقیات کے تمام راستے بند ہیں۔ اور وہ جہالت اور جمود کی انتہائی گہرائیوں میں گرے ہوئے ہیں۔ علم میں وہ اپنی ہمسایہ قوموں سے پیچھے ہیں

تجارت میں وہ پیچھے ہیں۔ صنعت و حرفت میں وہ پیچھے ہیں۔ زراعتوں میں وہ پیچھے ہیں۔ صرافی میں پیچھے ہیں۔ اور نہ صرف وہ ان امور میں دوسری قوموں سے پیچھے ہیں۔ بلکہ اکثر شعبہ ہائے زندگی میں ان کے آگے بڑھنے کا راستہ بھی مسدود ہے۔ ہمسایہ قوم ان کے راستہ میں کھڑی ہے۔ اور یہ نیت کر کے کھڑی ہے کہ ہم کسی کو آگے نہیں بڑھنے دینگے۔ ہر طرف سے ترقی کے راستے بند ہونے کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی تربیت میں بھی نقص آگیا ہے۔ زندگی کے مختلف پہلوؤں کا چونکہ انہیں تجربہ نہیں رہا۔ ان میں مایوسی۔ گھبراہٹ۔ جلد بازی۔ عدم رواداری۔ بے استقلالی اور اسی قسم کے بیسیوں عیوب پیدا ہو گئے۔ ان میں سے سینکڑوں یہ خیال کرنے لگ گئے ہیں۔ کہ اگر اسلام سچا ہوتا تو مسلمان اس حالت کو کیوں پہنچتے۔ اور ہندو اس قدر ترقی کیوں کرتے۔ غرض کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی پوری تصدیق ہو رہی ہے۔ کہ کاد الفقر ان یکون کفرا۔ غربت کبھی ترقی کرتے کرتے کفر کی شکل اختیار کر لیتی ہے پس اس فتنہ کا مقابلہ جس طرح مذہبی ذرائع سے کیا جانا ضروری ہے۔ سیاسی اور تمدنی ذرائع سے بھی اس کا مقابلہ ہونا ضروری ہے۔ اور آج جو شخص ایک انگلی بھی ان ذرائع کے مہیا کرنے کے لئے اٹھاتا ہے۔ وہ اسلام کی حفاظت میں اپنی خدمت کے مطابق حصہ لیتا ہے۔ [illegible] اگلے نمبر میں ہوگا۔ کہ مسلمانوں کو اسلام کی خدمت کے لئے کس طرح حصہ لینا چاہیئے (ایڈیٹر)

مسلمانان اکال گڑھ کا جلسہ

مسلمانان اکال گڑھ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے نام تار بھیجا جس پر مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری ۸ تاریخ یہاں تشریف لائے۔ عشاء کے بعد ایک مسجد میں مولوی صاحب کی تقریر مسلمانوں کے اتحاد پر ہوئی۔ کافی لوگ جمع ہو گئے۔ مولوی صاحب کی تقریر نہایت پُر درد اور موثر تھی۔ جسے سمجھدار احباب نے بہت پسند کیا۔ مولوی صاحب نے تمام فرقوں کے متفقہ ششماہی جلسہ کی تحریک کی۔ جسے پسند کیا گیا۔ امید ہے انشاء اللہ اس پر عمل ہوگا۔

ڈاکٹر غلام رسول صاحب۔ شیخ نور حسین صاحب۔ حافظ رحمت علی صاحب نے انعقاد جلسہ کے لئے بہت کوشش فرمائی۔ خدا تعالٰے انہیں جزائے خیر دے۔

خاکسار

خاکسار محمد شریف از اکال گڑھ

لنڈن میں لاتجسسوا پر عمل

یہاں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر غور و فکر کرنے اور مختلف شیون زندگی کا مطالعہ کرنے سے ایک بات مجھے یہ معلوم ہوئی۔ کہ اس قوم کا لا تجسسوا پر بہت عمل ہے۔ ایک ہی گھر میں بہت سے آدمی رہتے ہیں۔ مگر ایک کو دوسرے کے متعلق کوئی علم نہیں۔ کہ کون ہے۔ کہاں سے آیا ہے؟ کیوں آیا ہے؟ وہ ایک دوسرے کے متعلق اس قسم کی تحقیقات میں پڑتے ہی نہیں۔ اور اپنی روزانہ زندگی کے فرائض سے اس کو خارج سمجھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آپس میں نفاق اور عداوت پیدا نہیں ہوتی۔ غیبت اور عیب شماری کے مرض سے بچے رہتے ہیں۔ جب میں یہ دیکھتا ہوں۔ تو اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہاں یہ امراض نہیں ہیں۔ مگر ان کی صورت اور ہے۔ قرآن مجید نے یہ حکم سوسائٹی میں امن اور محبت و آشتی پیدا کرنے کے لئے دیا تھا۔ جب ایک شخص دوسرے کی کمزوریاں تلاش کرنے کے فکر میں لگ جاتا ہے۔ تو اس کی دماغی قوتوں کا وہ پہلو جو خوبیاں دیکھنے کے متعلق ہے۔ مر جاتا ہے۔ اور پھر وہ اپنی گندی اور بے ہودہ تحقیقات کو دوسروں تک پہنچاتا اور غیبت کے جرم کا ارتکاب کر کے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ اور پھر یہ سلسلہ ممتد ہو کر بہت سے جھگڑوں اور مصیبتوں کا موجب ہو جاتا ہے لیکن مسلمانوں نے اس پاک اور بابرکت تعلیم کو ترک کر دیا۔ اور اس مردہ پرست قوم نے اسے عملاً اختیار کر لیا۔ اس میں شک نہیں کہ اس تعلیم کے عملی پہلو میں وہ افراط کے مقام پر ہیں۔ اور بہت سی خوبیاں جو ایک دوسرے کے مناسب حالات کے علم سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ ان سے محروم ہو جاتے ہیں۔ لیکن میں اس افراط کو مفید سمجھتا ہوں۔ کیونکہ وہ ان بدیوں اور نقصانات سے بچ جاتے ہیں۔ جو اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے غور کیا۔ کہ یہ عادت ان میں کیوں کر پیدا ہوئی۔ اور ہم میں کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔ میری تحقیقات اور میرے غور و فکر کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو بیکار نہیں رکھتے۔ اور اپنے اوقات کو ضائع نہیں کرتے۔ ان کا تمام وقت محنت و مزدوری میں بسر ہوتا ہے۔ اور شام کو جب وہ دن بھر کی محنت سے فارغ ہو کر آتے ہیں۔ تو اپنے وقت کو آرام اور خوشی میں گذارنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کا ایک اصل یہ بنا لیا ہے۔ کہ کوئی کام جو بالواسطہ یا بلاواسطہ ان کے لئے مفید نہ ہو۔ وہ نہیں کرنا چاہتے۔ اور وہ جانتے ہیں۔ کہ دوسروں کی کمزوریوں کی تلاش انہیں اخلاقی یا مادی طور پر قوی اور خوشحال نہیں بنا سکتی اس لئے وہ اس تلاش بے سود میں اپنے وقت اور دماغ کو لگانا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کا ایک اصل زندگی یہ بھی ہے۔ کہ کسی کے کام میں دخل نہ دو اپنے کام کی فکر کرو۔ یہ مرض تجسس اور غیبت بیکاری سے پیدا ہوتا ہے۔ جو لوگ بیکار رہتے ہیں۔ وہ اپنے وقت کو رائیگاں خرچ کرنے کے لئے اس قسم کی لغویات میں مصروف رہتے ہیں۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا۔ کہ ہمارے دوست اپنے وقت کو کاروباری زندگی اور مصروفیت میں گذارنے کی فکر کریں۔ اور بیکاری کے مرض کو بڑھنے نہ دیں۔ جہاں بیکاری بڑھے گی۔ وہاں مختلف قسم کی سازشیں اور شرارتیں پیدا ہوتی رہیں گی۔ اور اخلاقی قوتیں ضائع ہوتی جائیں گی۔ یہاں بیکاری کی وجہ سے جو امراض پیدا ہوتے ہیں۔ وہ سیاسی ہیں۔ اسلئے کہ قوم کا کیرکٹر اس قسم کا ہو چکا ہے۔ کہ وہ ذاتیات پر بحث ہی نہیں کرتی۔ اور ذاتی حالات کے تجسس سے اسے دلچسپی ہی نہیں۔ پس بیکاروں کی جماعت اس قسم کے منصوبوں میں تو مصروف ہو سکتی ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ کے خلاف تقریریں کریں۔ اپنے حقوق پر بحث کریں۔ مگر یہ ان میں ہی نہیں ہوگا۔ کہ وہ دوسروں کی کمزوریوں کی تلاش اور تشہیر میں مصروف رہیں۔

میں نے اپنی کسی پہلی چٹھی میں ذکر کیا تھا۔ کہ بہت سی اسلامی تعلیم کی عملی صورت ان لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ مگر وہ علمی طور پر اس سے ناواقف ہیں۔ اس لئے اگر ان کی زندگی کے ضابطہ کو مدنظر رکھ کر ہم ان میں اسلام کی تعلیم اور روشنی کو پھیلا سکیں تو بہت آسانی ہو جاتی ہے۔ میں ایک غلط فہمی کا ازالہ کر دینا چاہتا ہوں۔ بعض اوقات غلط فہمی سے یہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ ہم کو اسلام ان کی زندگی کے ضابطہ کی خوبیوں کے رنگ میں پیش کرنا چاہیئے۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ بلکہ میری مراد ہمیشہ یہ رہی ہے۔ کہ جو چیز واقعی اسلامی تعلیم اور ہدایت کے موافق ہے۔ اس کی خوبی کو تو اسلامی تعلیم کی خوبی کی صورت میں پیش کرنا چاہیئے۔ اور جو برائی ہے۔ اس کی برائیوں کو مبرہن کر کے اسلام کی تعلیم اس کے بالمقابل پیش کی جائے۔ مثلاً جب ہم گھروں میں بغیر اجازت نہ آنے اور داخلہ کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرنے کی خوبی کو بیان کریں۔ تو ہم کو کہنا چاہیئے۔ کہ یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ اور جب عورتوں سے مصافحہ کرنے کا سوال ہو تو اس کی شناعت بیان کر کے اس سے الگ رہنے کی تعلیم کو پیش کرنا ضروری ہوگا۔ اور اس کی تائید میں موجودہ سوسائٹی کی زبوں حالت اور خطرناک نتائج کو پیش کرنا چاہیئے۔ میں نے مغرب کے حالات کا مطالعہ اسی ایک نقطہ نظر سے کیا ہے۔ کہ ہم ان میں اسلام کو کس طرح پھیلا سکتے ہیں۔ اور اسلام کی اشاعت کی راہ میں کیا روکیں ہیں؟

میں نے اس سفر کو اسی نیت سے کیا ہے۔ اور خدا تعالٰے

کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ میری اس نیت کو اخلاص اور صواب کے ماتحت رکھے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو لوگ ولائیت جاتے ہیں۔ خواہ وہ کسی کام کے لئے جاویں۔ اگر وہ یہ نیت کرلیں۔ کہ ہم اسلام کی اشاعت کرینگے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں اسکا اجر دیگا۔ خواہ انکو اشاعت اسلام کا موقعہ نہ ہی ملے۔ میں نے اپنے اس سفر میں اسی نقطہ کو مدنظر رکھا۔ اور اپنے مشاہدات کو جماعت کے سامنے وقتاً فوقتاً پیش کر دیا ہے۔ مجھے اس سے بحث نہیں۔ کہ ان سے کس حد تک اور کس رنگ میں فائدہ اٹھایا جائیگا۔ تبلیغ اشاعت کے ناظر صاحب ولائیت میں مبلغ رہ چکے ہیں۔ اور وہ عرصہ دراز تک رہے ہیں۔ انہوں نے تبلیغی نقطۂ نظر سے یقیناً انگلستان کا مطالعہ کیا ہوگا۔ اسلئے مجھے اور جماعت کو توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ ان تجارب کی بناء پر یورپ کی تبلیغ کے لئے ایک ایسا پروگرام تجویز کریں۔ کہ منزل بہت قریب ہو جائے۔ ابھی تک ہم بہت دور ہیں۔ میرے اپنے تجربہ اور علم میں جو بات آئی وہ یہ ہے۔ کہ ممالک غیر کی تبلیغ کے لئے لنڈن کل دنیا میں تبلیغ کا بہترین مرکز ہے۔ یہاں سے ہم اکناف عالم میں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اور وہ بہت موثر ہو سکتی ہے۔ مگر یہ کام ایک یا دو آدمیوں کا نہیں ہے۔ اس کے لئے ایک جماعت کی ضرورت ہے۔

(عرفانی از لنڈن)

آریوں سے ایک تاریخی واقعہ کی سند کا مطالبہ

آجکل بعض آریہ سماجیوں نے شدھی اور سنگھٹن کے نشہ میں سرشار ہو کر سچ اور جھوٹ میں امتیاز کرنا چھوڑ دیا ہے اور ان کے موجودہ حالات پر نظر کرتے ہوئے یہ کہنا خلاف واقع نہیں۔ کہ ان لوگوں نے شدھی کی خاطر غلط گوئی اور کذب بیانی کو شیر مادر سمجھ رکھا ہے۔ اور ان کے عوام نہیں بلکہ بعض خواص بھی جھوٹی خبریں اور مردار تیسے پر منہ مارنے سے نہیں ہچکچاتے۔ جس کی تازہ مثال "پنڈت رام گوپال شاستری ریسرچ سکالر پروہان آریہ سوراجیہ سبھا لاہور" کا وہ مضمون ہے جو اخبار تیج دہلی کے "شہید نمبر" میں بعنوان "راج رشی شردھانند جی نے شدھی کو اپنے خون سے پوتر بنا دیا ہے" چھپا ہے۔ اس میں پنڈت صاحب موصوف نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ شدھی کوئی نئی چیز نہیں بلکہ اس کا رواج زمانہ قدیم سے ہندوؤں میں چلا آتا ہے۔ چند واقعات لکھے ہیں۔ جن کے ساتھ نہ کوئی حوالہ ہے۔ اور نہ کوئی سند۔ کہ ان کی صحت یا عدم صحت کی جانچ کی جاسکتی۔ لیکن چونکہ صدق مقالی دنوا ریخ دانی کا کشف راز بھی ضروری ہے۔ اس لئے ان کی نقل کردہ نظیروں میں سے پہلی نظیر یا واقعہ کا ذکر کئے دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"آریہ لوگ وقتاً فوقتاً دوسرے مذہب والوں کو شدھ کرتے رہے ہیں۔ اس کے لئے ہم چند ایک نظیریں پیش کرتے ہیں۔ (۱) کنود براہمن مصر سے دس ہزار مسلمان ہندوستان میں لایا۔ اور انہیں شدھ کر کے ہندو جاتی میں ملایا"

(تیج کا شہید نمبر ص۲۵ کالم ۱)

جنہوں نے اسلامی تواریخ کا سرسری مطالعہ بھی کیا ہوگا۔ وہ اس اہم بالشان واقع کی سند کے متمنی ہونگے۔ کہ اس "آریہ ریسرچ سکالر" نے کونسی مستند تواریخ سے اسے نقل کیا ہے۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کے ریسرچ سکالر سند اور حوالہ کی ضرورت نہیں سمجھا کرتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک من گھڑت اور ایجاد بندہ باتیں ہی مستند تواریخی واقعات کا حکم رکھتی ہیں۔

لیکن اگر شدھی سبھا کے ممبر اس دعویٰ کو بڑ نہیں سمجھتے بلکہ اسے واقع خیال کرتے ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ اس کی تائید میں کسی مستند تواریخ کا حوالہ دیں۔ اور بتلائیں کہ "کنود براہمن" ہندوستان کے کس صوبہ اور کس شہر کا باشندہ تھا۔ اور وہ کس سنہ اور کس راستہ سے مصر گیا۔ اور پھر کب اور کس ملک سے ہوتا ہوا ایک نہیں دو نہیں بلکہ اکٹھے دس ہزار مصری مسلمانوں کا جم غفیر اپنے ہمراہ ہندوستان میں لایا" اور انہیں شدھ کرکے ہندو جاتی میں ملایا"۔ چونکہ یہ واقع کوئی معمولی نہیں۔ آخر ایک قوم کی قوم کا مصر سے چلکر ہندوستان آنا بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اسلئے ہمارے شدھی بازوں کو بتلانا چاہیئے۔ کہ یہ کس سنہ اور کس زمانہ کی بات ہے۔ تاکہ آریہ ریسرچ سکالر کی ریسرچ کا اندازہ ہو سکے۔ لیکن جہاں تک ہم سمجھتے ہیں۔ حامیان شدھی مستند اور معتبر اسلامی تواریخ تو الگ رہی کسی ضعیف سے ضعیف اور غیر معتبر سے غیر معتبر تواریخ سے بھی اس واقع کا ذکر نکال کر نہیں بتلا سکتے۔ پس جو آریہ دوست اپنے "ریسرچ سکالر" کی تحقیق اور ریسرچ کو واقعی سچ سمجھتے ہیں۔ وہ اس کی سند پیش کرکے نہ صرف ہمارے علم میں اضافہ کرنے کے موجب ہونگے۔ بلکہ ہم ان کی خاطر اعلان کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ ہمارے اس مطالبہ کو پورا کر دینگے تو ہم مبلغ پانچ صد روپیہ چندہ کے طور پر شدھی سبھا کے خزانہ میں جمع کرا دینگے۔

کیا ہم امید رکھیں کہ شتیہ پریہ آریہ مہاشے اپنے اس ریسرچ سکالر کی ریسرچ کو معتبر سندات سے ثابت کر دکھائیں گے؟

(فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

موجودہ برقع میں ایک طبی اصلاح

فرانس کے ایک ڈاکٹر نے تحقیقات کی ہے۔ کہ عورتیں جو چہرے پر جالی وغیرہ کے نقاب استعمال کرتی ہیں۔ ان سے بصارت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اب یہ تو ظاہر ہے۔ کہ ہمارے برقع (خصوصاً جو پرانی طرز کا ہے) میں بھی آنکھوں کے آگے جالی ہوتی ہے۔ یا یا یک ململ کا کپڑا ہوتا ہے۔ جس سے نظر کو ضعف ہوتا ہے (گو تحقیقات نہیں کی گئی) میں اس کے متعلق عاجز نے تجویز کی ہے کہ جالی وغیرہ کی بجائے اگر آنکھوں کے سامنے ہلکے سیاہ یا گہرے شربتی رنگ کے بڑے بڑے چشمے جیسے ولسن گاگلز کے ہوتے ہیں۔ (یعنی وہ چشمے جو آنکھوں کو دھوپ سے بچانے کے لئے اور گرد و غبار سے بچنے کے لئے موٹر ڈرائیور۔ اور ہوائی جہاز کے ڈرائیور پہنتے ہیں۔) لگا لئے جائیں۔ تو اس سے چار بڑے فوائد ہونگے۔

(۱) ضعف بصارت نہ ہوگا۔ جیسا جالی کے استعمال سے ہونے کا احتمال ہے۔

(۲) چشموں کی رنگت گہری ہونے کے باعث مستورات کی آنکھیں دوسروں کو نظر نہ آسکیں گی۔ اور اس لحاظ سے یہ جالی سے زیادہ پردہ ہوگا۔

(۳) گرمیوں میں سورج کی تیز روشنی سے آنکھوں کو بچا سکینگے۔ انکو ٹھنڈا رکھیں گے۔

(۴) گرد و غبار سے آنکھ محفوظ رہے گی۔ یہ عاجز اپنے طور پر اس کو عملی صورت میں لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ پس میں یہ تحریک کرتا ہوں۔ کہ دوست اپنی اپنی جگہ اس کے متعلق غور کریں۔ اور اس کو عملی صورت میں لانے کی کوشش کریں۔ اس کے علاوہ ایک اور اصلاح موجودہ برقع میں اس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ سر کی ٹوپی کو زیادہ خوبصورت بنا دیا جائے (جیسے یورپین عورتوں کی مخمل کی شام کو پہننے والی ٹوپی یا ترکی عورتوں کی رات کی ٹوپی جس کو طاقیہ کہتے ہیں) ہوتی ہے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ برقع کی ٹوپی انگریزی ہیٹ کی طرح ہو اور اس کے گرد ایک لچکدار تار ہو۔ جو ناک کے سامنے کے کپڑے کو ذرا اوپر اٹھائے رکھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ سانس لینے میں عورتوں کو آسانی ہوگی۔

آخر میں یہ عرض ہے۔ کہ اس کے متعلق اگر کوئی دوست تجربہ کریں۔ یا اس میں کوئی ترمیم کریں۔ تو خاکسار کو اطلاع دیں۔

خاکسار

چودہری محمد شاہ نواز اسسٹنٹ سرجن قادیان۔

ایک مخلص احمدی خاتون کے حالاتِ زندگی

حبیب بیگم صاحبہ بنت قبلہ خانصاحب منشی فرزند علی صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی جو دس سال تک میری رفیق زندگی رہیں ۲۴ مارچ ۱۹۲۵ء کو بعمر ۲۸ سال دارالامان کی مقدس زمین میں دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت کر کے خدا کے قائم کردہ مقبرہ بہشتی کی برکات کی وارث ہوئیں۔ آں مخلصہ اور پاکباز خواتین میں سے تھیں۔ جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا ایک عملی نمونہ ہوتا ہے اور جن کے دل ہر وقت اللہ اور اس کے پیاروں کی محبت سے معمور۔ اور اس کے پیارے دینِ اسلام کی خدمت کے شوق اور جوش میں بیقرار اور مضطرب رہتے ہیں۔ مرحومہ کی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا مجھے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ اور میں نے مرحومہ کی طبیعت کو نہایت سادہ۔ ہر ایک قسم کے تصنعات سے پاک پایا۔ مرحومہ کی بعض صفات مثلاً حلم۔ بردباری۔ مستقل مزاجی۔ چشم پوشی اور اخلاقِ حمیدہ کو دیکھ کر میں حیران رہتا تھا۔ بدگوئی۔ چغلی۔ دوسرے کے متعلق کوئی بُری بات کہنے یا سننے سے مرحومہ کی طبیعت نا آشنا اور سخت بیزار تھی۔ اگر اتفاق سے کسی کے متعلق بُری بات مرحومہ کے کانوں میں پڑ بھی جاتی۔ تو اُسے آگے نہ نکلنے دینا مرحومہ کا ایک نہایت قابلِ رشک خلق تھا۔ مجھے یاد ہے۔ میں نے ایک دفعہ مرحومہ سے کسی کے متعلق کسی خاص بات کے بارے میں پوچھا۔ اور متعدد دفعہ کئی رنگوں میں پوچھنا چاہا۔ مگر مرحومہ نے کہا۔ میں ہرگز نہیں بتاؤں گی۔ مجھے خود شرم آتی ہے۔ کہ میرے کانوں تک وہ خبر کیوں پہنچی۔ خواہ وہ خبر سچی ہے یا جھوٹی۔ مگر چونکہ وہ دوسرے کے متعلق اچھی نہیں۔ اس لئے میں ہرگز نہیں بتاؤں گی۔

مرحومہ کی طبیعت دنیا سے بالکل منقطع رہتی تھی۔ گذشتہ سال کے ابتدائی مہینوں میں جب کہ مرحومہ کی بیماری کا خواب و خیال بھی نہیں تھا مرحومہ کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ایک تحریر میری نظر سے گذری جس کا ایک حصہ مندرجہ ذیل ہے:-

آہ یہ دنیا فانی ہے۔ اور اس کے تمام تعلقات بے بقا ہیں۔ اس میں جو بنا ہے وہ فنا ہوگا۔ اور جو بھی تعلق قائم ہوا ہے۔ وہ آخر قطع ہوگا۔ کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ جو اسے واقعی فانی سمجھتے ہیں۔ اور اس میں دل نہیں لگاتے۔ میری صحت جیسا کہ آپ کو علم ہے۔ عام طور پر کمزور رہتی ہے۔ اس لئے زندگی کا کچھ اعتبار نہیں (ویسے بھی کوئی اعتبار نہیں) خدا جانے۔ ملاقات ہو یا نہ ہو۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں نہایت عاجزی سے یہ عرض کرتی ہوں۔ کہ آپ میری غلطیاں اور کمزوریاں جو بھی مجھ سے آپ کے متعلق سرزد ہوئی ہیں معاف فرما دیں۔

مرحومہ کو حصولِ علم کا از حد شوق تھا۔ اور وہ اس کے لئے ہر ایک قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہتی تھی۔ چنانچہ جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مستورات میں علمی معیار کو بلند اور اعلیٰ بنانے کی غرض سے مدرسہ خواتین کا افتتاح فرمایا۔ تو مرحومہ نے حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں ایک رقعہ لکھا۔ جس کا ایک ایک لفظ اس گہری محبت۔ تڑپ اور ذوق و شوق کے جذبات سے لبریز ہے۔ جو مرحومہ کو دینی علوم کے متعلق تھا۔ چنانچہ لکھا:-

پیارے آقا۔ ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ ہر وقت حضور کی فکر رہتی ہے۔ ہم ہر وقت دست بدعا رہتے ہیں۔ کہ خدا حضور کو صحت کاملہ عطا کرے۔ اور کامیابیوں اور خوشیوں سے پر لمبی زندگی عطا کر کے ہمیں حضور کے فیض سے مستفیض فرمائے آمین۔

ہم کمزور ہیں۔ نالائق ہیں۔ گنہگار ہیں۔ اپنی سستیوں کمزوریوں۔ غلطیوں کے باعث حضور کو خوش نہیں کر سکتے۔ مگر حضور کی نظرِ شفقت سے یہ امید رکھتے ہیں کہ حضور ہمارے لئے دعا فرمائیں گے اور فرماتے ہوں گے۔ کہ خداوند تعالےٰ ہمیں تمام کمزوریوں سے نقائص سے پاک صاف کر کے صراطِ مستقیم پر چلا کر اپنے مقصد میں کامیاب فرمائے آمین۔

مہربان آقا۔ ہماری بالکل وہی مثال ہے۔ کہ ہم باوجود جوش شوق تڑپ رکھنے کے کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ ہمارے پاس سب اسباب ذرائع تو موجود ہیں۔ مگر ان کا استعمال ہم نہیں جانتیں۔ اس کے لئے ہم حضور کی تہ دل سے مشکور ہیں۔ کہ حضور اس طرف متوجہ ہوئے۔ اور حضور نے ہماری ترقی بہبودی کے لئے یہ سکیم تجویز فرمائی۔ کہ ان کی تعلیمی ترقی بذریعہ عالم استادوں کے کرائی جائے۔ اس سکیم سے ہمیں بیحد خوشی ہوئی ہے۔ اور ہمیں اس میں کوئی شرم نہیں ہے۔ کہ ہماری غلطیوں سے ہمارے معلم آگاہ ہوں۔ مگر یہ بھی حضور کی ہی ذرہ نوازی ہے۔ کہ حضور نے ہمارے ناموں کو بھی ان سے مخفی رکھا ہے۔ مگر خوشی کے ساتھ ہی پیارے آقا ہمیں ایک افسوس بھی ہے۔ کہ اس سکیم کے فیض کا ذریعہ فی الحال بہت محدود ہے۔ ہم میں سے اکثر بہنیں ایسی ہیں۔ جو بے حد تڑپ رکھتی ہیں حصولِ علم کی۔ مگر اس قدر علم جس کے متعلق حضور نے فرمایا تھا۔ کہ ہونا لازمی ہے۔ نہ ہونے کے باعث سخت افسوس سے اس سکیم سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہتی ہیں۔ چنانچہ ان ہی میں سے ایک میں بھی ہوں۔

مجھے مدت دراز سے حصولِ علم کی ایک خاص تڑپ اور شوق ہے۔ میں مدتوں سے سوچ رہی تھی۔ کہ میں کیسے ترقی کروں۔ کس طرح سے علم حاصل کروں۔ کونسا ذریعہ استعمال کروں جس سے علم حاصل ہو سکے اور میرا وجود بھی مخلوق کے لئے کوئی مفید وجود ثابت ہو سکے۔ مگر کوئی انتظام نہ ہو سکنے کے باعث حیران تھی۔

بارے شکر کرتی ہوں کہ وہ آواز کان میں پہنچی۔ کہ اس کے متعلق تجاویز ہو رہی ہیں۔ اور عنقریب کوئی انتظام ہونے والا ہے۔ مگر جب وہ انتظام ہوا تو ہماری لیاقتوں سے بڑھ کر۔ مہربان آقا ہمیں بتلائیں ہم ابتدائی علم کیسے حاصل کریں۔ دنیاوی علم تو اسکولوں سے مل سکتا ہے۔ مگر دینی علم کہاں سے دستیاب ہو۔ ہم اگر والدین سے جدا ہوں۔ خاوندی علم کی لیاقت نہ رکھتے ہوں۔ بھائیوں کو موقع نہ ہو۔ کہ وہ ہمیں تعلیم دیں (جبکہ وہ خود تعلیم حاصل کر رہے ہوں) تو ہم دینی ابتدائی علم کہاں سے سیکھیں۔ خدا کرے کہ ہماری بہنیں جلد سے جلد علم حاصل کر کے ہمارے لئے مفید ثابت ہو سکیں اور ہماری یہ مشکلات حل ہوں۔

میری علمی لیاقت بہت ہی کم ہے۔ اس لئے میں اپنا نام پیش کرنے سے بھی شرماتی ہوں۔ پرائمری تک اردو تعلیم ہے۔ اور قرآن شریف قریباً نصف باترجمہ جانتی ہوں۔ انگریزی دو تین دفعہ شروع کی ہے مگر کوئی قاعدہ وغیرہ ختم نہیں کر سکی۔ عربی بھی شروع کی مگر کوئی کتاب تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔

مجھے بڑی تڑپ ہے۔ اور میرے شوہر بھی مجھ سے کم میری تعلیم کی تڑپ نہیں رکھتے۔ مہربان آقا۔ کیا میری تعلیم کا کوئی انتظام ہو سکتا ہے۔ یا میں مایوس ہو جاؤں۔ میرے جیسی اور بھی کئی بہنیں ہیں۔ اگر ان کی علیحدہ کلاس ہو سکے تو بہت عمدہ ہو جائے۔

بالآخر حضور سے دعا کی درخواست ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ ہم علم حاصل کر کے اس کی رضا کے ماتحت اپنے نفسوں کو چلا سکیں۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر اس کے پیارے بندوں میں شامل ہو جائیں۔ میرے لڑکے خورشید احمد کے حصولِ علم اور خادمِ دین خدا کا پیارا بندہ بننے کیلئے بھی دعا فرمائیں۔ نیز میری والدہ محترمہ کی صحت و خاتمہ بالخیر اور میرے جاودان کے امتحان میں کامیابی کیلئے بھی دعا فرمائیں۔

اپنے مہربان آقا سے کیا میں چند الفاظ میں جواب کی امید رکھ سکتی ہوں

راقمہ حضور کی نظرِ شفقت کی امیدوار حبیب النساء بیگم - ۱۵/۳/۲۵

حضرت اقدس نے مرحومہ کو خواتین کی جماعت میں داخل ہونے کی اجازت دیدی۔ جب مرحومہ نے محنت اور اپنی ذاتی ذہانت کی وجہ سے امتحان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کی۔ تو حضور امام علیہ السلام نے حوصلہ افزائی کی غرض سے اپنے دست مبارک سے مرحومہ کو ایک حمائل شریف بطور انعام مرحمت فرمائی۔ مرحومہ نے اس وقت حضور کا ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔

سیدی و آقائی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کے دستِ مبارک سے عنایت کردہ نہایت بابرکت تحفہ کو حاصل کر کے نہایت فرحت و مسرت حاصل ہوئی۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اور دل شکر و امتنان کے جذبہ سے پر ہو کر شکر الٰہی میں مصروف ہو گیا۔ مہربان آقا یہ سب خدا کا فضل اور احسان ہے۔ اس نے ہر موقع پر میری تائید فرمائی۔ اور محض اپنی ذرہ نوازی سے عزت افزائی فرمائی۔ ورنہ میری کوشش یا میری لیاقت کبھی ایسی نہ ہوتی تھی۔ کہ جس کے ذریعہ مجھے کوئی فضیلت حاصل ہوتی۔ پس اے مشفق مہربان آقا میں اللہ تعالےٰ کی حمد اور شکر کرتے ہوئے حضور کی خدمت میں بھی نہایت محبت اور خلوص بھرے دل کے ساتھ شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اور اپنے قصوروں کی معافی اور اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں سے بچنے کے لئے دعا کی خواستگار ہوں۔

احباب کی خدمت میں نہایت الحاح سے درخواست ہے۔ کہ وہ مرحومہ کے لئے خاص دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اسے جنت الفردوس میں نہایت اعلیٰ اور برتر مقام مرحمت فرما کر ہر ایک قسم کی رحمتوں برکتوں اور فضلوں کے دروازے مرحومہ پر کھول دے۔ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے پاک صحابہ کے قدموں میں جگہ عطا کرے۔ نیز مرحومہ کی اکیلی یادگار عزیز خورشید احمد کو اپنی خاص محافظت میں رکھے۔

خاکسار سلامت علی ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ ۔ لاہور

(استہارات)

بے اولادوں کو اولاد

اگر آپ بے اولاد ہیں۔ اگر آپ حصول اولاد کی خاطر سینکڑوں روپیہ برباد کر کے مایوس ہو گئی ہیں۔ تو آئیں مکرمہ والدہ صاحبہ سے علاج کر کے اولاد حاصل کریں۔ والدہ صاحبہ قریباً ۲۰ سال سے نہایت کامیابی سے علاج کر رہی ہیں۔ اور اس عرصہ میں بیشمار بے اولاد عورتیں اولاد حاصل کر چکی ہیں۔ اسلئے نادر موقعہ کو ہاتھ سے نہ کھوئیں۔ اور آج ہی ایک کارڈ لکھدیں۔ قیمت فائدہ کے لحاظ سے بہت کم یعنی کل بکس صرف چار روپیہ علاوہ محصولڈاک (نوٹ) آرڈر دیتے وقت مفصل حالات سے اطلاع دیں۔ جو کہ پوشیدہ رکھے جائینگے۔

پتہ:- سید خواجہ علی قادیان پنجاب

برص سفید داغ ایک دن میں جھٹ سے آرام

اگر ہماری فقیری جڑی بوٹی کے ایک دن کے تین بار لگانے سے بدن کے سفید داغ بالکل نہ جاتے ہیں تو کل قیمت واپس۔ قیمت فی بکس تین روپیہ ؏ ۔

فروغ حسن

چیچک کے بدنما دھبے کیں۔ مہاسے۔ جھائیاں وغیرہ دور کر کے مرجھائے ہوئے چہرہ کو مثل گلاب بنا دیتا ہے۔ قیمت ؏ روپیہ۔

ملنے کا پتہ

دفتر معالج برص نمبر ۳ (دربھنگہ بہار)

اعلیٰ مشہدی لنگیاں و پشاوری کلاہ

ہم ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی و پشاوری لنگیاں ہر رنگ کی فروخت کرتے ہیں۔ نرخ فی گز ۲ روپے ۴ رہوگا۔ اس کے علاوہ مشہدی کنادیز عورتوں کے سوٹ کیلئے فی گز ؏ ۔ اور مشہدی رومال فروخت کئے جاتے ہیں کلاہ پشاوری جس قیمت اور جس سائز کا مطلوب ہو بھیجا جا سکتا ہے مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اگر خدانخواستہ پسند نہ آئے۔ تو صرف محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس کر دی جائیگی یا اس کی جگہ دوسری چیز بھیج دیجائیگی۔ احمدی احباب فرمائش بھیجکر فائدہ اٹھائیں۔ مال دوسری دوکانوں کی نسبت عمدہ اور نسبتاً ارزاں بھیجا جائیگا۔

المشتہر

میاں محمد و غلام حیدر احمدی بازار کریم پورہ شہر پشاور

ساڑھے پانچ آنہ کے ٹکٹ بھیجدیجئے

تاکہ آپ کو دس نہایت مدلل اور مفید ٹریکٹوں کا بنا بنایا سلسلہ یا مجموعہ (حجم ۲۰۰ صفحے) بھیجدیا جائے۔ چونکہ آریہ سماج کی تردید کیلئے بہترین ہتھیار ہے۔ اس لئے ہندؤں کے لئے بیسے سرلیۃ اور ازدو نی سا رکھا ہے گئے ہیں کہ بابد و شائد۔

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

خالصہ دھرم و بابا نانک کا مذہب ؏

اردو گرمکھی میں یہ پہلی جامع کتاب ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ سکھ مذہب گرنتھ صاحب اور بابا نانک دونوں کے خلاف ہے۔ کہ بابا نانک نے گرنتھ صاحب میں اسلامی نماز روزہ کا حکم دیا۔ جپ جی یا جاپ صاحب کا کوئی حکم نہیں۔ شری گرنتھ میں مسلمان بننے کا حکم ہے سکھ بننے کا حکم نہیں۔ گرنتھ صاحب کو ساٹھ آدمیوں نے بنایا۔ قرآن تمام کتب کا سردار۔ مسجد میں نماز ادا کرنے کا حکم گرنتھ صاحب میں ہے۔ گوردوارہ جانے کا حکم نہیں۔ جپ جی صاحب نماز اور بندگی نہیں۔ بلکہ کتھا اور وعظ ہے۔ گرنتھ میں مسلمانوں سے کھانے پینے سے نہیں روکا۔ ہندوؤں سے روکا ہے۔

خالصہ تاریخ اور گورو نانک کا مذہب ہے۔ شاہان اسلام نے سکھ گردؤں کو تین کروڑ کی جائیدادیں بخشیں۔ مگر بعض گردؤں نے گورزدں کا مقابلہ کر کے شہید کیا۔ شاہان اسلام نے درگذر کیا۔ فرضی مظالم شاہان اسلام کا ازالہ۔ گرونانک کے مسلمان ہونے کے تئیس ثبوت اردو اور گورمکھی میں خوشخط مع حوالجات مع انڈیکس قیمت ؏

ملنے کا پتہ

ماسٹر عبدالرحمٰن بی۔ اے قادیان

حب اٹھرا کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۸ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو آپ خود منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) بھیجا جائیگا۔

پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان (پنجاب)

۸ اپریل کے الفضل میں ایک ضروری خبر

جناب اڈیٹر صاحب الفضل ۸ اپریل کے الفضل میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میری والدہ صاحبہ نے جنکی آنکھوں میں خارش اور پانی بہنے کی تکلیف تھی منیجر صاحب نور اینڈ سنز کا موتی سرمہ استعمال فرمایا۔ اور چند ہی دنوں میں نمایاں فائدہ محسوس ہوا۔ اس طرح مجھے ذاتی طور پر اس سرمہ کے مفید اور فائدہ رساں ہونے کا علم ہوا۔ جس کا میں بڑی خوشی سے اظہار کرتا ہوں تا دوسرے ضرورتمند احباب بھی اس مفید چیز سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ سرمہ پانی بہنے اور خارش چشم کے علاوہ ضعف بصر۔ ککرے۔ پھولا۔ جالا۔ دھند۔ غبار۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ناخونہ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اگر آپ کو اپنی پیاری آنکھوں کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ۔

پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

ضرورت

زنانہ ہسپتال میانوالی کے لئے ایک سند یافتہ زنانہ کمپونڈر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ مبلغ چالیس روپے ماہوار ملے گی۔ اور ایک نہایت موزوں مکان احاطہ ہسپتال میں برائے رہائش مفت ملیگا۔ درخواستیں

صاحب بہادر سول سرجن میانوالی کے نام آنی چاہئیں

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد ظہیر صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی پی سی۔ ایس سب جج۔ بٹالہ

مقدمہ نمبر ۳۱۰ ۱۹۲۷ء

ارجن سنگھ ولد کاہن سنگھ ساکن دھوزن بنقل مورد تحصیل بٹالہ مدعی

بنام

گھن ولد بوٹا۔ کرم الٰہی ولد گھن کمہار ساکن دھوزن دمورد تحصیل بٹالہ۔ مدعا علیہم

دعویٰ ۸۰۰ روپے بجی

مقدمہ مذکورہ بالا میں مدعا علیہم پر معمولی طریقہ سے تعمیل سمن نہیں ہوتی ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکوران بتاریخ ۱۶ جون حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہذا کی نہیں کرینگے۔ تو ان کے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر ۹ مئی ۱۹۲۷ء

مہر عدالت   دستخط حاکم

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (اڈیٹر)

عمدہ اور بڑھیا کپڑا خریدو

اگر آپکو واقعی ہی اعلیٰ درجہ کے کپڑے کی ضرورت ہووے تو آپ ہم سے منگوائیں اگر ناپسند ہووے تو آپ پھر ہم کو واپس کر دیویں اور اس سے بڑھکر آپکی کیا تسلی ہو سکتی ہے۔ کلاہ بڑھیا زریدار مخمل کا فی کلاہ ڈیڑھ روپیہ + ریشمی رومال مختلف رنگوں کے فی درجن تین روپے + ریشمی آزاربند زریدار مختلف رنگوں کے فی درجن تین روپے + جائے نماز مخمل کی فی جائے نماز ڈیڑھ روپیہ ریشمی زنانہ چادر بھی لمبائی ڈھائی گز چوڑائی سوا گز خوبصورت فی چادر تین روپیہ بارہ آنہ + ریشمی فیلٹ سفید قیمت میں کم ہیں چلنے میں نہایت ہی مضبوط ہیں خوبصورت اعلیٰ درجہ کے ہیں ہمارے گاہکوں نے یہ صافے حد سے زیادہ پسند کئے ہیں + ریشمی صافہ سفید جھالردار سات گز لمبائی صافہ چھ روپے آٹھ گز لمبائی صافہ چھ روپے بارہ آنے + نو گز لمبائی صافہ سات روپیہ آٹھ آنہ تولیا پلنگ پر بچھانے کا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا فی تولیا تین روپے جلد منگوائیں

ملنے کا پتہ منیجر سودیشی کھدر پرچارک کمپنی لودیانہ پنجاب

ضرورت ناطہ

ہمارے ایک دور کے رہنے والے احمدی دوست کو اپنے لڑکے کے لئے ایسی لڑکی سے نکاح مطلوب ہے۔ جو خواندہ ہو۔ شریف اور پردہ دار گھرانے کی ہو۔ جو اعلےٰ تعلیم پانے کے لئے مستعد ہو۔ لڑکا بعمر ۲۰ سال اور ابھی زیر تعلیم ہے۔ ابھی سے شادی کرنے کا مدعا یہ ہے۔ کہ ہمارے دوست مذکور لڑکی کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے شائق ہیں۔ جائز ہوگا۔ اگر لڑکی قادیان کی رہنے والی ہو۔ یا قادیان میں رہائش کو پسند کرنے والی ہو۔

سید محمد اسحاق۔ قادیان،

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سینئر سب جج بہادر ضلع امرتسر

نمبر مقدمہ اجرائے ۲۳ بابت سال سنہ ۱۹۲۷ء

فرم چوہڑمل مہان سنگھ واقعہ بمبے۔ بذریعہ بخیت سنگھ مختار عام سکنہ امرتسر۔ کٹڑہ دل سنگھ۔ ڈگریدار۔

بنام

فرم فتح محمد۔ دین محمد۔ بذریعہ دین محمد۔ عبدالعزیز۔ عبدالمجید۔ عبدالحمید پسران حاجی فتح محمد قوم پراچہ سکنہ امرتسر بیرون لوہاغ دروازہ۔ مدیونان نوٹس بنام دین محمد۔ عبدالحمید۔ عبدالمجید۔ عبدالعزیز مدیونان مذکورہ بالا مقدمہ مندرجہ بالا میں نوٹس زائد از سال زیر آرڈر ۲۱ رول ۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بنام مدیونان جاری کئے گئے تھے۔ رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ کہ مدیونان روپوش ہیں۔ لہٰذا نوٹس زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام مدیونان مذکورہ بالا جاری کیا جاتا ہے کہ مدیونان مورخہ ۲/۵/۲۷ کو عدالت ہذا میں اصالتاً وکالتاً یا بذریعہ مختار خود حاضر ہو کر جوابدہی و پیروی اجراء کریں۔ ورنہ ان کے برخلاف کارروائی قانونی عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۹/۵/۲۷ بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ہے۔

مہر عدالت دستخط حاکم

تریاق چشم رجسٹرڈ کی تازہ تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سرٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمبل پور
میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (یعنی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط صاحب سول سرجن بہادر۔ نوٹ:۔ قیمت پانچ روپے (عہ) فی تولہ تریاق چشم رجسٹرڈ محصولڈاک سوا ذی ۸ ر بذمہ خریدار ہوگا۔ المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم رجسٹرڈ
گڑھی شاہدولہ۔ گجرات۔ پنجاب

ضرورت ہے،

امیدواروں کی جو ٹیلیگراف سٹیشن ماسٹر کا کام ریلوے گورنمنٹ و محکمہ نہر کی ملازمت کے لئے سیکھنا چاہیں۔ کرایہ ریل کالج دیگا۔ قواعد ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

رائل ٹیلیگراف کالج۔ دہلی

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت چوہدری نعمت خاں صاحب۔ بی۔ اے صاحب سینئر سب جج بہادر ضلع امرتسر

ہرسکھ رائے ولد لالہ ہرجس رائے قوم کھتری سکنہ لاہور۔ بازار پاپڑ منڈی کوچہ ہیرا نند صراف ڈگریدار۔

بنام

جے چند و گوردھن داس پسران گنیش داس اقوام کھتری سکنہ امرتسر کٹڑہ دولو۔ کوچہ بانیاں۔ مدیونان۔

بمقدمہ اجرائے ڈگری

حکم امتناعی بنام جے چند۔ گوردھن داس پسران گنیش داس اقوام کھتری کٹڑہ دولو۔ کوچہ بانیاں۔ امرتسر۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں حکم امتناعی زیر آرڈر ۲۱ رول ۵۴ ضابطہ دیوانی نسبت مکان بعمارت پختہ دو منزلہ واقعہ امرتسر کٹڑہ دولو۔ کوچہ بانیاں طول ۲۸ فٹ عرض ½۸ فٹ بحدود اربعہ ذیل بشمال مکان بھوگومل۔ جنوب مکان تھوول۔ مشرق مکان ہری چند مغرب کوچہ بنام مدیونان جاری کئے گئے تھے۔ مگر تعمیل نہیں ہوئی چونکہ معمولی طریقہ سے تعمیل ہونی دشوار ہے۔ لہٰذا حکم امتناعی زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام مدیونان جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۲۳/۶/۲۷ کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی و پیروی اجرائے اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ مختار خود کریں۔ ورنہ ان کے برخلاف کارروائی قانونی عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۷/۵/۲۷ کو بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ہے۔

مہر عدالت دستخط حاکم

ضرورت مند،

ایک دوست موقعہ کی ایک عمدہ پختہ دوکان ادائیگی قرضہ کے لئے فروخت کرنا ہے۔ اگر ایسی دوکان خواہش سے کوئی خریدنا چاہے۔ تو تین ہزار روپیہ سے کم ملنی مشکل ہے۔ اس وقت آپ کو صرف پندرہ سو روپیہ میں ملسکتی ہے۔ فرش پختہ و نہرہ بنا ہوا ہے۔ اور چھپر بھی جستی چادروں کا لگا ہوا ہے۔ زینہ پختہ بھی بنا ہوا ہے۔ گویا ہر طرح سے مکمل ہے۔

خط و کتابت
معرفت

قاضی اکمل صاحب قادیان۔ پنجاب

زراعتی آلات و دیگر مشینری،

بٹالہ کے مشہور و معروف چارہ کترنیکی مشینیں، ٹوکے، آہنی رہٹ (ہلٹ)، انگریزی ہل۔ بیلنے جات۔ فلور ملز۔ خراس، ریل پکیاں۔ سیویاں اور بادام روغن کی مشینیں منگانے کیلئے ہمارا دیسی باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔

ایم عبدالرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز۔ احمدیہ بلڈنگ بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد ظہیر صاحب بی۔ اے ایل ایل بی پی سی ایس سب جج بٹالہ،

مقدمہ نمبر ۳۲۵ سنہ ۱۹۲۷ء

کپور سنگھ ولد ہری سنگھ رام گڑھیہ ساکن شاہپور رامن تحصیل بٹالہ مدعی

بنام

مولا سنگھ ولد گنڈا سنگھ ترکھان ساکن شاہپور رامن تحصیل بٹالہ۔ مدعا علیہ

دعوی ۸ / ۱۶ / ۲ عہ

مولا سنگھ مدعا علیہ کی نسبت رپورٹ ہے۔ کہ وہ مفقود الخبر ہے۔ لہٰذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۱۹/۵/۲۷ حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہذا کی نہیں کریگا۔ تو اس کے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر ۹/۵/۲۷

مہر عدالت دستخط حاکم

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۱۱ مئی - کل ہسپتال میں دو مجروح اشخاص فوت ہو گئے - جن میں ایک سکھ اور ایک ہندو تھا۔ اس طرح مقتولین کی کل تعداد ۲۴ تک پہنچ گئی - جن میں سات مسلمان ۱۲ ہندو ۵ سکھ ہیں۔

لاہور ۱۰ مئی - ہندو سبھا لاہور نے پری محل میں ایک دفتر قائم کیا ہے - جس میں ٹیلیفون لگا دیا گیا ہے - تاکہ فسادات لاہور کے متعلق تمام امور کی تفتیش و تحقیق کی جاسکے۔

لاہور ۱۰ مئی - ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر نے چیف سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ اور جنرل افسر کمانڈنگ ضلع لاہور کے ہمراہ سوموار کی شام کو کوتوالی کا معائنہ کیا - اور تقریباً ایک گھنٹہ قیام کیا۔

لاہور ۹ مئی - مسلمان رہنماؤں کا ایک وفد جو ملک محمد حسین ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ - میاں امیر الدین - سید افضال علی اور پروفیسر دل محمد ایم - اے پر مشتمل تھا۔ مسٹر اوگلوی ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں پہنچا - اور موجودہ صورت حالات پر گفتگو کی۔ اس پر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے انہیں یقین دلایا۔ کہ جن لوگوں کی طرف سے زیادتی ہوئی ہے - انہیں قرار واقعی سزائیں دی جائیں گی۔ اسی طرح ایک ہندو وفد بھی جس میں رائے بہادر لالہ سندر داس دیوان بہادر پنڈی داس، رائے بہادر نرنجن داس اور لالہ دنی چند شامل تھے مسٹر اوگلوی سے ملاقی ہوا۔

لاہور ۱۰ مئی (۸ بجے صبح) لالہ نند لال سینچنا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں سترہ پٹھانوں کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے ان سب کو بے گناہ پا کر رہا کر دیا۔

معلوم ہوا ہے - کہ پولیس کے ملازمین تیجا سنگھ اور لابھ سنگھ کو جو ۳ مئی کی شام کو باولی صاحب کے دیوان کے سلسلہ میں کار خاص پر لگے ہوئے تھے - اور جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے - کہ وہ حویلی کابلی مل میں سکھوں کے حملہ کرنے اور مسلمانوں کے قتل کے وقت موجود تھے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور عنقریب ان پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

کراچی ۹ مئی - سیٹھ حاجی عبد اللہ ہارون رکن مجلس وضع آئین و قوانین ہند و صدر مجلس مرکزیہ خلافت نے ڈاکٹر سر اقبال کے نام مصرعہ تحت برقی پیغام ارسال کیا ہے :- لاہور میں بے گناہ مسلمانوں پر ہندوؤں اور سکھوں کے متحدہ حملہ اور بعد کے ہولناک فساد کا حال معلوم کر کے مجھے سخت صدمہ ہوا۔ از راہ کرم مصیبت زدہ مسلمان خاندانوں اور دوسری اقوام کے بے گناہ اشخاص کو میرا پیغام ہمدردی پہنچا دیجئے۔

لاہور ۱۱ مئی - کرفیو آرڈر میں تبدیلی کر دی گئی ہے - اب رات کو ۸ بجے کی بجائے ۹ بجے تک لوگ اپنے گھروں سے باہر رہ سکتے ہیں۔

فسادات لاہور کے سلسلہ میں جو برطانوی فوجی دستے آئے تھے - انہیں کوتوالی سے ہٹا لیا گیا۔

لاہور ۱۰ مئی :- کل شام لالہ رام لال مجسٹریٹ درجہ اول نے سوتر منڈی کے ۹ ہندوؤں اور ایک مسلمان کے خلاف زیر دفعہ ۱۴۵ اینٹیں پھینکنے اور بلوہ کرنے کے الزام میں مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا صرف دو گواہان استغاثہ مسٹر عبد الرحیم مجسٹریٹ درجہ اول اور سید نور حسین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کوتوالی شہر کے بیانات ہوئے - جنہوں نے کہا۔ کہ انہوں نے ملزمان کو اینٹیں پھینکتے اور بلوہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے گرفتار کیا ہے۔ عدالت نے حکم سناتے ہوئے سات ہندو ملزمان کو بری کر دیا ہے - اور دو ہندو اور ایک مسلم ملزمان کو چھ ماہ کے لئے نیک چلن رہنے کے لئے ۵۰۰ روپیہ کی ضمانت داخل کرنے کا حکم دیا ہے۔

لاہور ۱۲ مئی - قابل وثوق ذرائع سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ تفتیش مقدمات کے لئے جن ملازمین خفیہ پولیس کا تقرر عمل میں آیا ہے - ان میں ہندوؤں کی اکثریت ہے - اس خبر سے مسلمانوں میں اضطراب پھیل رہا ہے - اگر یہ خبر درست ہے تو حکومت کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔

معلوم ہوا ہے - کہ فسادات لاہور کے فرو کرنے کے لئے جو فوج یا مسلح موٹر گاڑیاں منگائی گئی تھیں - ان سب کا خرچ اہل لاہور ادا کریں گے۔

لاہور ۱۱ مئی - مسٹر اوگلوی ڈپٹی کمشنر لاہور نے ۱۱ مئی کے "بندے ماترم" کو بحق ملک معظم ضبط کر لیا - کیونکہ اس میں چند قابل اعتراض خبریں شائع کر دی گئی تھیں۔

"مدراس میل" کا نامہ نگار کالی کٹ سے اطلاع دیتا ہے کہ موپلا قیدیوں کی رہائی کی تجویز زیر غور ہے - جن کی سزائیں سات سال اور نو سال کے درمیان ہیں - اور جن میں سے اکثر نصف سے زائد سزائیں پوری کر چکے ہیں - خیال کیا جاتا ہے - کہ اس تجویز کے مطابق کم و بیش ڈیڑھ ہزار موپلہ قیدی رہا ہو جائیں گے۔

قانون اسلحہ میں حال ہی میں ترمیم کی گئی ہے - کہ برما میں دیہاتی آبادی کو ذاتی حفاظت کے لئے بغیر کسی فیس کے اسلحہ رکھنے کی اجازت دی جائیگی۔

شملہ ۷ مئی - آج لالہ لاجپت رائے "راولپنڈی" نامی جہاز سے انگلستان روانہ ہو گئے۔

کلکتہ ۹ مئی - آج چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے نوگی تیو ورانٹ اطالوی اور منجن پڈو وانو فرانسیسی پر قانون انسداد فواحش کی دفعہ ۸ کی رو سے اس الزام میں فرد جرم عائد کیا ہے - کہ ملزمین کلکتہ میں چار یورپین لڑکیوں کو ناپاک مقاصد کے لئے لائے تھے۔

راولپنڈی ۹ مئی - ۷ مئی کو شہر کے باہر پولیس کے سپاہیوں اور چند ڈاکوؤں کی مڈبھیڑ ہو گئی - ڈاکوؤں نے پولیس پر گولیاں چلائیں - پولیس نے بھی فائر کئے - ایک ڈاکو کہ جو پٹھان تھا زخمی ہو گیا - آدھ گھنٹے کی کشمکش کے بعد ڈاکوؤں کے تین آدمی گرفتار ہو گئے اور بقیہ بھاگ گئے۔

غازی پور میں ایک حیرت انگیز واقعہ ظہور میں آیا ہے - ایک عورت (رجاری) نے دس سال ہوئے شادی کی تھی - لیکن اب اس کے جسمانی نظام میں یہ تبدیلی پیدا ہو گئی ہے - کہ وہ عورت نہیں رہی - بلکہ مرد ہو گئی ہے - اور اس نے ایک لڑکی سے شادی کی ہے - اس عجیب و غریب واقعہ کے متعلق جو صاحب استفسار کرنا چاہتے ہیں - وہ مسٹر ایس یامین ہاشمی ایم - اے - ایل ایل بی وکیل غازی پور کی معرفت خط و کتابت کر سکتے ہیں (ہمدم)

مدراس ۷ مئی - مدراس پریذیڈنسی مسلم لیگ نے وزیر ہند وائسرائے اور گورنر مدراس کے خلاف اس امر کے متعلق ایک احتجاجی قرارداد پاس کی ہے - کہ مدراس کے ہائی کورٹ بنچ میں چھ اسامیاں حال ہی میں خالی ہوئی تھیں - ان کے متعلق مسلمانوں کے حقوق کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

غازی پور ۶ مئی - مسٹر ڈانلڈ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے منشی کنج بہاری لال کو جو رشوت کے مقدمہ میں ماخوذ تھے - ایک سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی - ملزم سشن جج کے حکم سے ضمانت پر رہا کئے گئے۔

شیخ محمد امین (ساگر چند) بیرسٹر لاہور کو ہائی کورٹ نے تین ماہ کے لئے پریکٹس کرنے سے معطل کیا ہے - معلوم ہوا ہے - کہ آپ پریوی کونسل میں اپیل کریں گے۔

بمبئی ۱۰ مئی - کل رات برلا ملز واقعہ بمبئی میں آگ لگ گئی - پچاس ہزار روپے کا نقصان ہوا۔

کرپان کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کو تار

جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم - اے - پریذیڈنٹ اولڈ بوائے ایسوسی ایشن ہائی سکول قادیان کی طرف سے ایک تار اخبارات کو بھیجا گیا ہے - جس میں ایسوسی ایشن کے اس ریزولیوشن کا حوالہ دیا گیا ہے - جو ۱۴ مئی کے خاص اجلاس میں کرپان سے لاہور اور دیگر مقامات پر قتل ہونے والوں کے متعلق پاس کیا گیا اور جس میں گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہے - کہ یا تو وہ بہت جلد دیگر اقوام کو بھی اسلحہ رکھنے کی اجازت دے - یا کرپان رکھنے کو بھی خلاف قانون قرار دے۔

(منشی عبد الرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)